WWW.NAFSEISLAM.COM

قیامت کب آئے گی؟

معمولی سا سوال بڑے نتائج کا حامل

یہ سوال صرف چودھویں صدی ہجری میں ہی نہیں اٹھایا گیا بلکہ کتاب وسنت اس بات پر شاہد وعادل ہیں کہ یہ سوال ہر زمانے میں ہوا۔ ہمیشہ دنیا میں اس کی بازگشت سنائی دیتی رہی۔ مسلمانوں کی بنیادی تعلیم کے لیے جب بارگاہ **اَعْلَمُ الْخَلَائِق** نبی اکرم رسول معظم ﷺ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل اختیار کیے حاضر ہوئے تو ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی کیا۔ **اَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ** حضور قیامت کب آئے گی؟ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں **مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ** ٥ اس راز کو مجیب اور سائل خوب جانتے ہیں۔ اس کے اظہار کا ابھی وقت نہیں۔ جبرائیل علیہ السلام عرض گزار ہیں **فَاَخْبِرْ عَنْ اَمَارَتِهَا**۔ سرکار! پھر علامات قیامت ہی بتا دیجئے۔ عجیب سائل ہے اصرار ہی کیے جا رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ قیام قیامت کا کلی علم رکھتے ہیں تب ہی تو نشان طلب کیے جا رہے ہیں اور پھر ادھر سے بھی انکار نہیں۔ فوراً علامات بتائی جارہی ہیں نشان اور پتہ جاننے والے سے ہی پوچھا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے تو دن اور مہینے تک کا علم امتیوں کو بتا دیا۔ ارشاد ہوا۔ **لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ**۔ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ دوسری جگہ فرمایا محرم الحرام کا مہینہ ہوگا۔ البتہ سال اور صدی کی تعین مصلحتاً نہ فرمائی۔

اسی لیے اس سوال کی گونج ہر زمانہ میں سنائی دیتی آرہی ہے۔ مشیت خداوندی اور منشاء نبوت پر نظر رکھنے والوں نے بھی حضور سید عالم ﷺ کی سنت پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے اشاروں۔ کنایوں میں آثار وعلامت بتانے پر ہی اکتفا کیا۔

قیامت پر ایمان رکھنا اسلام کی بنیادی شرائط میں شامل ہے اس سلسلہ میں قرآن

کریم اور احادیث مبارکہ میں بڑی تفصیل پائی جاتی ہے۔ قیامت کا منظر کیسا ہولناک ہوگا۔ اس کے تصور سے ہی انسان خوف کھاتا ہے۔ اسی خوف اور ڈر کے باعث جب کبھی ایسی ویسی خبریں سنائی دیتی ہیں تو وہ لوگ بھی مارے خوف کے پریشان نظر آتے ہیں جن کا خدا پر ایمان ہے نہ قیامت پر یقین! آخر معاملہ کیا ہے؟ یہی کہ دن رات جانداروں کو مرتے دیکھتے ہیں۔ حادثات کا شکار پاتے ہیں۔ فضاؤں میں، صحراؤں میں، سمندروں اور دریاؤں میں۔ آبادیوں اور جنگلوں میں، بنگلوں اور سیر گاہوں میں، ہوٹلوں اور ہسپتالوں میں۔ موت پیچھا کیے نظر آتی ہے۔ رات اچھا بھلا انسان سوتا ہے، صبح دفتر جانے کی بجائے قبر کے انتظام ہو رہے ہوتے ہیں یہ موت منکرین قیامت کو بھی اگرچہ وقتی طور پر ہی سہی۔ جھنجوڑ کر رکھ دیتی ہے اور کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ پھر دل بہلانے کے لیے کہتے ہیں۔ مرنے والے کے لیے تو موت ہی قیامت ہے۔

تاہم مسلمانوں میں یہ سوال پہلے روز سے ہی دلچسپی کا باعث بنا ہوا ہے۔ وہ ہر صدی کے بعد آنے والی صدی کو آخری قرار دے دیتے ہیں، صدی کا انسان بننا بھی معمولی بات نہیں۔ عموماً ستر، 80 برس اس دور فانی میں گزار کر انسان راہ عدم اختیار کر جاتا ہے۔ اس طرح ان کے لیے آنے والی صدی قیامت کا روپ دھار لیتی ہے۔ مگر یہ مسلمان کے عقیدہ و ایمان کی بات نہیں۔ آخر یہ سوال کیوں موضوع بحث چلا آرہا ہے۔؟

میری معلومات کے مطابق پہلے پہل یہ سوال علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ کے زمانہ میں بڑی شدت سے اٹھایا گیا۔ کہ امت محمدیہ کی کل عمر ایک ہزار برس ہے اور جب دس صدیاں اختتام کو پہنچیں گی تو قیامت آجائے گی۔ اسے شہرت حاصل ہوئی یہاں تک کہ علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی 911ھ ایسے مجدد اسلام کو بڑی شدومد سے تردید کرنی پڑی۔ آپ نے نہایت شرح وبسط سے اس کے تار و پود بکھیرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ ہزار سال گزرنے پر قیامت آجائے گی یہ بالکل غلط ہے۔ انشاء اللہ۔ تیرہ صدیاں تک تو قیامت قائم نہیں ہوگی۔ اس کے بعد خدا جانے!

علامہ کے وصال کو تقریباً پانچ سو سال گزر چکے ہیں۔ آپ کی تحقیق کی تصدیق آپ کے بعد آنے والی ہر صدی نے کی۔ جب آپ کے کشف و کرامت کا وقت پورا ہوا تو

تیرھویں صدی کے بعد چودھویں صدی کو موضوع بنا لیا گیا اور یوں مشہور ہو گیا کہ چودھویں صدی قیامت کی صدی ہو گی۔ جہلا نے اسے پلے باندھ لیا۔ مسیح موعود اور مہدی زمان کے دعوے اگلنے والوں کی کارروائی نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ ان کے پوجنے والوں نے اسے ایمان و عقیدہ کی حیثیت دے دی۔ مگر علماء حق نے قطعاً اس جہالت کی تائید نہ کی۔ تعجب ہے کہ ماہنامہ فکر و نظر کے مدیر جناب ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی اس جہالت کے شکار کیوں ہو گئے؟ جنہیں ماہنامہ فکر و نظر دسمبر 1980ء صدی ہجری اول کے اداریہ میں اس مشہور جہالت کو موضوع بنانا پڑا موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

"اس موقع پر میرا ذہن ایک گرہ کی عقدہ کشائی میں ناخن تدبیر کا سارا زور صرف کر چکا ہے۔ پھر بھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔ بچپن سے سنتے آئے ہیں۔ کہ چودھویں صدی قیامت کی صدی ہے۔ اس صدی کے اختتام تک قیامت آ جائے گی اور دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بات مسلمانوں میں قصے کہانی کے طور پر نہیں امر مسلمہ کے طور پر رائج اور مشہور تھی۔ بچپن میں بزرگوں سے سنتے تھے اور ہمارا معصوم ذہن اسے اذعان کے ساتھ قبول کر لیتا تھا۔ بڑے بوڑھے اسے یوں بیان کرتے تھے جیسے وحی الٰہی کے ذریعے انہیں بتا دیا گیا ہو کہ چودھویں صدی دنیا کی آخری صدی ہو گی۔ چودھویں صدی ختم ہو گئی اور دنیا جوں کی توں باقی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ بات کس نے پھیلائی اور کیوں پھیلائی۔ اس کے پیچھے کیا عوامل کار فرما تھے۔ اس سے پھیلانے والوں کا مقصد کیا تھا۔ اگر کوئی صاحب اس موضوع پر تحقیق اور غور و فکر کے بعد لکھ کر اس عقدے کو حل کر سکیں یا اس پر روشنی ڈال سکیں تو میں اور میری طرح بہت سے دوسرے لوگ بھی اس کا خیر مقدم کریں گے۔ بظاہر یہ ایک معمولی سا سوال ہے۔ لیکن بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بڑے نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔"

مدیر فکر و نظر کی طرف سے دعوت فکر خوب ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ امر مسلمہ نہیں۔ بلکہ یہ مسلم ہے کہ کسی بھی مکتبہ فکر کے ذمہ دار عالم نے اس گپ کو قطعاً اہمیت

نہیں دی۔ جہلا کی باتوں کو امر مسلمہ نہیں سمجھ لینا چاہیے البتہ اگر آپ کے معصوم (ناپختہ) ذہن نے یہ بات قبول کر لی تھی اب پختہ ذہن کے مالک ہونے پر جھٹک دیجئے اور اطمینان رکھیے ابھی سینکڑوں برس بعد قیامت برپا ہو گی۔

کیونکہ مخبر صادق علیہ السلام نے جن علامات و آثار سے آگاہ فرمایا ہے ان میں آیات کبریٰ کا ابھی ظہور باقی ہے۔ البتہ آپ کے ذہن کی جلا کے لیے ظہور امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر تشریف لانے کے زمانہ کی جو نشاندہی ہوتی ہے۔ درج کیے دیتا ہوں۔

مزید تحقیق کے لیے علامہ جلال الدین سیوطی، الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربی اور امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہم الرحمتہ والرضوان کی تصانیف کا مطالعہ فرمایئے گا۔ پھر انشاء اللہ العزیز آپ اپنے مقصد کو پالیں گے موخر الذکر شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ سے سوال کیا گیا۔

"قیامت کب ہو گی اور ظہور امام مہدی کب؟

ارشاد: قیامت کب ہو گی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول علیہ السلام:

قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتا ہے۔ **عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ہ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ہ** اللہ غائب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے:

امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔

امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا **الکشف عن تجاوزھذہ الامتہ الالف**: اس میں ثابت کیا کہ یہ امت 1000ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔

امام سیوطی کی وفات شریف 911ھ میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ 1300ھ میں خاتمہ ہو گا۔ حمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گزر گئے۔ (بلکہ اب تو

اعلیحضرت کے اس ارشاد کو بھی پچھتر برس گزر گئے۔ صدی مکمل ہو گئی۔ پندرھویں کا آغاز ہے۔ (تابش قصوری)

ہنوز قیامت تو کیا اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا۔

امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید 1837ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور 1900ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

حدیث میں ہے: دنیا کی عمر سات دن ہے میں اس کے پچھلے دن مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے میں امید کرتا ہوں میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے گا۔

ان حدیثوں سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوتی ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا وہ اس توقیت کے منافی نہیں جو اس علم سے میرے خیال میں آئی کیونکہ یہاں حضور سرور عالم ﷺ کی طرف سے اپنے رب عز جلالہ سے استدعا ہے کہ آئندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے۔ جیسے جنگ بدر میں حضور نے صحابہ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لیے آنے کی امید دلائی۔

اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے۔

اس پر سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ٥

کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آ ئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے اس ارشاد پر عرض کیا گیا۔!!

حضور نے جفر سے معلوم فرمایا؟

ارشاد: ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھایئے پیڑ نہ گنیے ؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ دونوں وقت (1837ھ میں سلطنت اسلامی کا نہ رہنا اور 1900ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں، اللہ اکبر، کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا۔ مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے رموز میں سب کا ذکر فرمادیا۔ ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرمادیے کسی بادشاہ سے اپنی اس تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ

لااقول ایقظ الهجرية بل ايقظ الجفرية

میں نے اس لفظ جفری کا جو حساب کیا تو 1837ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے 1900ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کیے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

رباعی

اذا دار الزمان على حروف ببسم الله فالمهدی قاما
ويخرج فی الحطيم عقيب صوم الافاقرائه عندی سلاما

خود ہی اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمایا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر **اِذَادَخَلَ السِّيْنُ فِی الشِّيْنِ ظَهَرَ قَبْرُ مُحْیِ الدِّيْنِ**۔ جب شین میں سین داخل ہو گیا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہو گی۔

سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوا تو اس کو بشارت دی گئی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے۔ سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوایا جو زیارت گاہ عام ہے (پھر فرمایا چند جداول 28 - 29 خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیے اب اس کا حساب لگاتے رہیئے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص 100-103

اس طویل اقتباس کا مطلب واضح ہے بعض باتیں شاید غیر متعلقہ سمجھی جائیں مگر ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو ان کا تعلق موضوع سے علیحدہ نہیں۔ اب چودھویں صدی ختم ہوتے ہی جہلا کے خیالات بھی ختم ہو گئے میرا وجدان کہتا ہے کہ آئندہ 1900ھ کو قیامت کی صدی بنا دیا جائے گا جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے 1000ھ سے متعلق رد کرتے ہوئے تیرہ صدیاں تک معاملہ پہنچایا۔ اسی طرح عین ممکن ہے۔

ہم آج سے ہی تردید کیے دیتے ہیں، انیسویں صدی ہجری ہرگز ہرگز قیامت کی صدی نہیں، ظہور امام مہدی کی صدی ہو سکتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر تشریف لانے کی صدی ہو سکتی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے عروج و کمال کی صدی ہو سکتی ہے۔ پھر بھی یار لوگ نہ جانے کیسے کیسے بت تراش لیں۔ الغرض مدیر فکر و نظر کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے دعوت فکر دی اور اس سلسلہ میں ہم کچھ پیش کر سکے۔

آخر میں کتاب "قیامت کب آئے گی؟" سے متعلق چند کلمات رقم کیے دیتا ہوں۔

ملت اسلامیہ کی جن نامور شخصیات کو اللہ تعالیٰ نے علوم و عرفان کی دولت لازوال سے مالا مال فرمایا ہے ان میں بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت العلامہ عبد المصطفےٰ اعظمی علیہ الرحمتہ کی ذات ستودہ صفات کا شمار بھی ہوتا ہے۔ جنہوں نے بیک وقت کئی محاذوں پر کام کیا۔ درس و تدریس، وعظ و تقریر کے ساتھ ساتھ ان کی محققانہ تحریریں بھی یگانہ روزگار ہیں۔

کتاب "قیامت کب آئے گی" آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے جس کی اس زمانہ میں بڑی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی مخبر صادق ﷺ نے آثار قیامت سے اس لیے آگاہ فرمایا کہ بے عملی کے دور میں مسلمان عمل کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دیں۔ اپنی سیرت و صورت کو سنوارنے میں غفلت سے کام نہ لیں۔ قیامت کی نشانیاں پڑھ کر ہکا بکا ہونے کی بجائے عیوب و نقائص سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں اور پھر دربار خداوندی میں سرخرو ہونے کا سامان بنائیں۔ صحابہ کرام، اولیاء عظام انبیاء و اتقیاء جب اس مضمون کی آیت یا حدیث پڑھتے، سنتے تو قیامت کے خوف سے پانی

پانی ہو جاتے روتے روتے رات آنکھوں میں گزار دیتے۔ مگر اب تو قیامت یہ ہے کہ علامات قیامت کی ممبروں پر شاید ہی کوئی بات کرتا ہو۔ بس اب تو رحمت ہی رحمت ہے اور تذکرہ ہے۔ حالانکہ حضور فرماتے ہیں۔ ایمان خوف اور امید سے جلاپاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں روز قیامت اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے حضور سرخرو فرمائے۔

اہل سنت و جماعت کی آرزووں کی تکمیل ہوا چاہتی ہے۔ اشاعتی محاذ پر میں ملک شبیر حسین صاحب کو مستقبل کا مؤرخ خراج تحسین ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو نظر بد سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ نیز دعا فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ ﷺ ہمیں اپنے نیک بندوں کا صدقہ قیامت کے دن مغفرت ورحمت سے نوازے۔

شنیدم کہ در روز امید وبیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

محتاج دعا۔ محمد منشاء تابش قصوری

خطیب جامعہ مسجد ظفریہ مریدکے

یکم محرم الحرام 1420ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥

قیامت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں فرمایا کہ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ یعنی بے شک قیامت آنے والی ہے۔

قیامت کیا ہے؟: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کے اچھے اور برے کاموں کا بدلہ دینے کے لیے ایک خاص دن مقرر فرمادیا ہے۔ جس دن وہ نیکوکاروں اور بدکاروں کے اچھے اور برے اعمال کی جزاوسزا کا فیصلہ فرمائے گا اور نیکوں کو جنت کی نعمتیں اور بدوں کو جہنم کا عذاب دے گا۔ اسی کا نام "قیامت" ہے۔

قیامت کس طرح آئے گی؟: قیامت ایک دم اچانک اور بالکل ہی ناگہاں آئے گی۔ لوگوں کو اس کا کوئی خیال ہی نہیں رہے گا۔ اور روزانہ کے مطابق لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعتہً اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو "صور" پھونکنے کا حکم دے گا۔ "صور" بگل کی طرح ایک چیز ہے۔ جس کو حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے آسمان پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں۔ شروع شروع میں صور کی آواز بہت ہی باریک اور سریلی ہوگی۔ مگر رفتہ رفتہ یہ آواز بلند اور بھیانک ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ لوگ کان لگا کر اس آواز کو سنیں گے اور بے ہوش و بدحواس ہو کر گرتے اور مرتے چلے جائیں گے۔ آسمان ٹوٹ پھوٹ کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑے گا۔ زمین میں اتنا زبردست زلزلہ اور خوفناک بھونچال آجائے گا کہ زمین زور زور سے ہلنے اور کانپنے لگے گی۔ یہاں تک کہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گی۔ بلکہ گرد و غبار بن کر اڑنے لگے گی۔ چھوٹے بڑے پہاڑ چکنا چور ہو کر دھنے ہوئے اون کی طرح ادھر ادھر اڑتے پھریں گے۔ چاند سورج اور ستارے بے نور ہو کر جھڑ جائیں گے اور ہر طرف ایسی آفت و ہلاکت اور تباہی و بربادی پھیل جائے گی کہ تمام جاندار اور بے جان سب چھوٹی اور بڑی چیزیں یہاں تک کہ خود حضرت اسرافیل علیہ السلام اور ان کا صور بھی فنا ہو جائیں گے اور اللہ کے سوا کوئی بھی موجود

باقی نہیں رہے گا اس وقت خداوند قدوس اپنی جلالی شان کے ساتھ یہ اعلان فرمائے گا کہ "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ": آج کس کی بادشاہی ہے؟ کہاں ہیں آج سرکشی و زبردستی کرنے والے؟ کدھر ہیں آج گھمنڈ اور تکبر کرنے والے؟ مگر وہاں کوئی موجود ہی نہیں ہو گا۔ جو جواب دے۔ پھر خود ہی اپنی عظمت و کبریائی کے ساتھ ارشاد فرمائے گا۔ "لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" آج صرف اللہ ہی کی سلطنت ہے جو ایک ہے اور نہایت ہی غلبہ والا ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا۔ اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ اب کی مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام جوں ہی صور پھونکیں گے سب اگلے پچھلے انسان و جن اور فرشتے اور تمام مردے اپنی اپنی قبروں اور مرگھٹوں سے یا جہاں جہاں بھی ان کی لاشوں کے ذرات پڑے ہوں گے۔ سب اپنی اپنی جگہوں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے۔ سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنی قبر انور سے اس شان کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ آپ کے داہنے مقدس ہاتھ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہو گا اور بائیں مبارک ہاتھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہو گا۔ پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مبارک قبرستانوں میں جو مسلمان دفن ہیں ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان محشر میں تشریف لے جائیں گے اور تمام دنیا بھر کے اگلے اور پچھلے انسان و جن وغیرہ سب کے سب اسی میدان محشر میں جمع ہوں گے جہاں سب کے اچھے اور برے اعمال کا وزن اور حساب ہو گا۔

میدان محشر: میدان محشر ملک شام کی زمین پر قائم ہو گا۔ اس دن زمین اتنی ہموار اور صاف ستھری ہو گی کہ اس میدان کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے صاف دکھائی دے گا۔ اس دن زمین تانبے کی ہو گی اور سورج زمین سے صرف ایک میل کی دوری پر ہو گا۔ اس دن پچاس ہزار برس کا ایک دن ہو گا۔ اس دن دھوپ کی تپش سے خدا کی پناہ سروں میں بھیجے کھولتے ہوں گے۔ پیاس کی شدت کا یہ عالم ہو گا کہ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی اور کئی وہ ہونگے جن کی زبانیں باہر نکل آئیں گی۔ اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ کسی کے ٹخنوں تک، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر تک، اور کوئی سینے میں ڈبکیاں لگاتا ہو گا۔ ان تکلیفوں اور

مصیبتوں کے ساتھ بے کسی و بے بسی کا یہ حال ہو گا کہ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہو گا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا۔ ماں باپ اپنی اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ بچے ماں باپ سے بچھڑ جائیں گے۔ شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے بیزار ہو کر سب ایک دوسرے سے جان چراتے پھریں گے۔ یہ ایسا کٹھن اور وحشت ناک دن ہو گا کہ تکالیف اور آلام و مصائب کے بوجھ سے چھوٹے بچے دکھ درد اور رنج و غم اٹھاتے اٹھاتے بوڑھے ہو جائیں گے۔ حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے۔ خوف و وحشت اور پریشانیوں سے لوگ پراگندہ ٹڈیوں کی طرح ادھر ادھر گرتے پڑے ہوں گے اور لوگ مدہوشی اور بدحواسی کے عالم میں اس طرح لڑکھڑاتے ہوئے چلیں گے کہ گویا نشہ کی حالت میں ہیں۔ حالانکہ لوگ نشہ میں نہیں ہوں گے۔ لیکن اللہ کے عذاب کی سختیاں انھیں مدہوش اور بدحواس بنا کر اس حال میں پہنچا دیں گی۔ (مضامین قرآن مجید و احادیث شریفہ)

نامہ اعمال: قیامت کے دن ہر ایک آدمی کی زندگی بھر کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ نیکوں کے داہنے ہاتھ میں بدوں کے بائیں ہاتھ میں۔ کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پیٹھ کے پیچھے نکال کر اس کے بائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔

(قرآن و حدیث)

میزان عمل: قیامت کے دن ہر ایک آدمی کے اعمال میزان میں تولے جائیں گے جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا اور نیکیوں کا پلہ ہلکا پڑ جائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا جائے گا۔ (قرآن و حدیث)

حساب و کتاب: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر ان کی عمر بھر کی نیکیوں اور گناہوں کا حساب لے گا ان سے پوچھے گا کہ تم نے یہ گناہ کیا۔ یہ گناہ کیا۔ مومنین اپنے گناہوں کا اقرار کرتے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر رحم فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا کہ جا اے میرے بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپایا تھا اور آج میں نے اپنے رحم و کرم سے تجھ کو بخش دیا اور بعض لوگوں سے سختی کے ساتھ پوچھ گچھ ہو گی۔ ایسے لوگ خداوند قہار و جبار کی پکڑ میں آ کر ہلاکت میں پڑ جائیں گے۔ کافروں سے اللہ تعالیٰ انتہائی قہر و غضب کی شان کے ساتھ بے حد سختی سے باز پرس فرمائے گا اور حساب لے گا۔ کفار

انتہائی ذلت ورسوائی میں گرفتار ہوں گے۔ ان کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ بدن کے تمام اعضاء ان کے اعمال اور زندگی بھر کے کاموں کے بارے میں گواہی دیں گے اور کفار کو انکار کی مجال نہ ہو گی۔ بلکہ وہ اپنے جرموں اور گناہوں کا اقرار کریں گے۔ میزان میں اعمال کی تول، اور حساب و کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں جزاو سزا کا فیصلہ فرمائے گا اور نیکوں کو جنت میں بھیج دے گا۔ جہاں وہ طرح طرح کی نعمتوں میں آرام اور چین کے ساتھ رہیں گے۔ اور گناہ گار مسلمانوں اور کافروں کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ جہاں وہ قسم قسم کے عذاب جہنم کی تکالیف اٹھائیں گے! پھر گناہ گار مسلمان اپنے گناہوں کے برابر جہنم کی آگ میں جل کر دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیج دیے جائیں گے اور کفار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ہی رہ جائیں گے۔

شفاعت: قیامت کے دن میدان محشر کی تکلیفوں سے تمام لوگ پریشان ہو کر کسی کو سفارشی تلاش کریں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان لوگوں کی سفارش کر کے مصیبتوں سے چھٹکارا دلائے۔ چنانچہ اہل محشر اپنے سفارشی کی تلاش میں حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بڑے بڑے رسولوں کی بارگاہ میں حاضری دیں گے۔ مگر کوئی بھی شفاعت کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ یہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حضور خاتم النبیین ﷺ کے دربار اقدس میں درخواست شفاعت پیش کرنے کا مشورہ دیں گے۔ چنانچہ جب لوگ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں شفاعت کی درخواست پیش کریں گے تو حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ اہل محشر کی ڈھارس بندھاتے ہوئے نہایت ہی محبت کے ساتھ ارشاد فرمائیں گے کہ "**اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا**" میں اس کام کے لیے ہوں۔ پھر آپ اللہ تعالیٰ کے اذن و اجازت سے شفاعت کا سلسلہ شروع فرمائیں گے یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہو گا اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اسے جہنم سے نکالیں گے۔ اس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کی شفاعت فرمائیں گے اور اولیاء اللہ شہداء علما حفاظ۔ حجاج بھی سب اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے۔ یہاں تک کہ نابالغ بچے، بلکہ حمل سے گرے ہوئے کچے بچے بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔

(قرآن مجید واحادیث شریف)

جنت: یہ ایک مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان والے نیک بندوں کے لیے بنایا ہے اور اس میں ایسی ایسی نعمتیں تیار فرمائی ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ نہ کسی کے مال میں اس کا خیال آیا۔

دوزخ: یہ ایک مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور گناہ گاروں کے لیے بنایا ہے جس میں قسم قسم کے بے شمار ایسے ایسے عذابوں کا سامان ہے جس کو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔

قیامت پر ایمان: جس طرح ہر مسلمان کے لیے خداوند عالم کی توحید، اس کے رسولوں کی رسالت، آسمانی کتابوں، فرشتوں اور تقدیر وغیرہ ضروریات دین پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح قیامت کے دن پر بھی ایمان ضروریات دین میں سے ہے۔ یعنی اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک یقین نہ رکھے کہ قیامت ضرور آئے گی جو شخص قیامت کا انکار کرے یا ذرہ برابر اس میں شک کرے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

قیامت کب آئے گی؟: قیامت کتنے برسوں کے بعد اور کون سے سن میں آئے گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے عام بندوں سے چھپالیا ہے۔ لیکن اپنے حبیب نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے علوم غیبیہ کی طرح قیامت کا بھی پورا پورا علم عطا فرما دیا ہے مگر آپ کو یہ حکم دے دیا تھا کہ قیامت کب؟ اور کتنے برسوں کے بعد؟ اور کس سن میں آئے گی؟ اس علم کو آپ اپنی تمام امت سے چھپائے رکھیں۔ (تفسیر صادی ج ۳ص219)

چنانچہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنے کسی امتی کو یہ نہیں بتایا کہ قیامت کب؟ اور کتنے برسوں کے بعد؟ اور کس سن میں آئے گی؟

ہاں قیامت کے سن کے سوا قیامت کی تاریخ، قیامت کا مہینہ قیامت کا دن، یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو بتا دیا ہے۔ چنانچہ آج مسلمان کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں دسویں تاریخ کو جمعہ کے دن آئے گی۔

قیامت کا سن کیوں چھپایا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قیامت کا سن چھپا لینے کا جو حکم دیا اس میں اللہ و رسول کی بڑی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کو کما حقہ، ہم نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن ایک خاص حکمت و مصلحت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر حضور ﷺ اپنی امت کو یہ بتا دیتے کہ قیامت فلاں سن میں آئے گی تو خدا کا کلام قرآن مجید جھوٹا ہو جاتا۔ کیونکہ

قیامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ **لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً** یعنی قیامت بالکل ہی اچانک آئے گی۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضور علیہ الصلواۃ والسلام اپنی امت کو یہ بتادیتے کہ اتنے اتنے برس کے بعد فلاں سن میں قیامت آئے گی تو پھر قیامت کا آنا اچانک نہیں ہوتا کیونکہ لوگ ہمیشہ گنتے اور حساب کرتے رہتے کہ اب قیامت کے آنے میں اتنے برس اتنے مہینے اتنے دن باقی رہ گئے ہیں۔ پھر اس صورت میں بھلا قیامت کا آنا اچانک کس طرح ہوتا۔

علم نبوت کی تین قسمیں: واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تین قسموں کے علوم عطا فرمائے ہیں۔ ایک تمام احکامات شریعت۔ دوسرے وہ علوم جن کے بارے میں آپ کو اختیار دیا گیا تھا کہ آپ جس کو چاہیں بتائیں اور جس سے چاہیں چھپائیں۔ جیسے بہت سے رموز واسرار اور غیب کی خاص خاص خبریں کہ آپ نے اپنے خاص خاص صحابہ کو بتایا اور عام لوگوں سے چھپایا۔ تیسرے وہ علوم جن کا تمام امت سے چھپانا آپ پر فرض تھا جیسے قیامت کا سن اور حروف مقطعات اور آیات متشابہات وغیرہ۔ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص 180)

قیامت کی نشانیاں

قیامت کے آنے سے پہلے بہت سی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور آپ نے اپنی امت کو وہ نشانیاں بتادی ہیں۔ جو بلاشبہ غیب کی خبریں ہیں۔

ان نشانیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور ان کی 2 قسمیں ہیں ایک "علامات صغریٰ" (چھوٹی نشانیاں) یہ وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے آنے سے بہت پہلے ہی ظاہر ہونے لگیں گی۔ دوسری "علامت کبریٰ" (بڑی نشانیاں) جن کا ظہور بالکل ہی قرب قیامت میں ہو گا۔ ہم قیامت کی ان چھوٹی بڑی نشانیوں میں سے چند نشانیوں کا تذکرہ تحریر کرتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں کہ جن جن حدیثوں میں ان نشانیوں کا ذکر ہے ان حدیثوں کو بھی ان ہی الفاظ کے ساتھ نقل کردیں جو حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں تاکہ کتاب پڑھنے والوں کو ان احادیث شریفہ کی تلاوت کا بھی شرف و ثواب مل جائے اور مجھ گناہگار کو امت رسول علیہ الصلوۃ والسلام تک ان حدیثوں کے پہنچادینے کی سعادت اور اجر عظیم حاصل ہو جائے۔ جو میرے لیے سامان آخرت، اور ذریعہ مغفرت بنے۔

ننگے چرواہے محلوں میں

(حدیث:1)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِھَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ:

مشکوٰۃ کتاب الایمان ج ص 11

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ (یارسول اللہ) آپ مجھے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے بدن والے محتاجوں بکریوں کے چرواہوں کو تم محلوں میں فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

تشریح: یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جس کے راوی امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم و ترمذی میں بھی ہے۔

اس حدیث میں قیامت کی دو نشانیوں کا بیان ہے۔

اول: یہ کہ "لونڈی کے پیٹ سے اس کے آقا پیدا ہوں گے۔ یعنی نافرمان اولاد پیدا ہوگی جو اپنی ماؤں کے ساتھ اتنا خراب سلوک کریں گے جیسا کہ مالک اور آقا اپنی باندیوں اور لونڈیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔

اس حدیث کی دوسری تشریحات بھی ہیں لیکن ہم نے جو مطلب تحریر کیا ہے وہ بالکل عام فہم اور بہت زیادہ واضح ہے۔

دوم: یہ کہ بکریوں کے چرواہے جو ننگے پاؤں، ننگے بدن محتاجی اور مفلسی کی حالت میں دربدر پھرتے رہتے ہیں۔ وہ قرب قیامت کے وقت اونچے اونچے محلوں اور شاندار بلڈنگوں میں فخر و غرور کے ساتھ عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں گے۔

تبصرہ: قیامت کی مذکورہ بالا دونوں نشانیاں علی الاعلان تمام دنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ کون

نہیں جانتا کہ نافرمان اولاد کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ آج سینکڑوں بلکہ ہزاروں لاکھوں ماں باپ اپنی اولاد کی نافرمانیوں اور ان کی بدسلوکیوں سے بیزار اور نالاں ہیں۔ بلکہ بہت سے ماں باپ اولاد کی بدسلوکیوں سے جل بھن کر اولاد کے لیے بددعائیں کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح وہ تذلیل و پست اقوام جن کی غریبی اور مفلسی کا یہ حال تھا کہ انھیں ایک لنگوٹی کے سوا کبھی زندگی بھر نہ جوتی میسر ہوئی نہ ٹوپی۔ جو فقر و فاقہ اور افلاس و غربت سے لاچار ہو کر بکریاں چرا چرا کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ آج انھی قوموں کے افراد میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں گنوار قسم کے لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر براجمان ہو کر شاندار بنگلوں میں فرعون بنے بڑے گھمنڈ اور غرور کے ساتھ عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اللہ اکبر! حضور سید عالم ﷺ نے آج سے سینکڑوں برس پہلے اپنی امت کو قیامت کی جن دو نشانیوں کی خبر دی تھی۔ وہ سو فیصد درست اور صحیح ثابت ہوئیں۔ حالانکہ دو چار سو برس پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دنیا کی نگاہیں کبھی ایسے مناظر بھی دیکھیں گی کہ جنگلوں اور میدانی چراگاہوں میں بکریاں چرانے والے جنہیں پھونس کی چھپر اور بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا وہ توزرق برق لباس و پوشاک پہن کر اونچے اونچے محلوں میں آرام و راحت کے ساتھ مغرورانہ زندگی گزاریں گے اور سلاطین و امراء کی اولاد جو شاہی محلوں میں مخملی فرش کو اپنی جوتیوں سے روندتے تھے وہ آج دربدر کی ٹھوکریں کھاتے اور جوتیاں چٹخاتے پھریں گے واہ رے انقلاب!

پردہ داری می کند بر طاق کسریٰ عنکبوت
چغد نوبت می زند بر گنبد افراسیاب

سبحان اللہ! کیوں نہ ہو کہ یہ اس غیب داں نبی برحق کی دی ہوئی خبریں ہیں جن کے سینہ نبوت کو خداوند علام الغیوب نے علوم غیبیہ کا خزانہ بنا دیا ہے۔ اور جن کے فرمان کا ایک ایک حرف ایسا حق اور برحق ہے کہ جو نہ کبھی ٹل سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔

یہ آسمان و زمیں ٹل سکیں یہ ممکن ہے
رسول پاک کا فرمان ٹل نہیں سکتا!

مرد کم۔ عورتیں زیادہ

(حدیث: 2)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ یَکْثُرَ الْجَھْلُ وَ یَکْثُرَ الزِّنَا وَیَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ وَ یَکْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ امْرَاَۃً الْقَیِّمُ الْوَاحِدُ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یقیناً قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں کہ علم اٹھالیا جائے گااور جہالت کی کثرت ہو جائے گی اور زنا کاری بڑھ جائے گی اور بکثرت شراب پی جائے گی اور مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا اکیلا ایک مرد ہوگا۔

مشکوٰۃ باب (اشراط الساعۃ) جلد 2 ص 469 :

تشریح: یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی چھ نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

1: علم اٹھالیا جائے گا۔ 2۔ جہالت کی کثرت ہو جائے گی۔ 3۔ زنا کاری بہت زیادہ ہونے لگے گی۔ 4۔ شراب نوشی کثرت سے ہو گی۔ 5۔ مردوں کی تعداد گھٹ کر بہت کم رہ جائے گی۔ 6۔ عورتوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی نگہداشت اور ان کا انتظام کرنے والا اکیلا مرد ہوگا۔

علم اٹھالیا جائے گا: اس حدیث میں علم سے مراد "علم دین" ہے کہ وہ قرب قیامت میں اٹھالیا جائے گا۔ یہاں تک کہ روئے زمین پر علم حدیث کا جاننے والا باقی نہ رہے گا۔ حضرت علامہ ملا علی قاری مشارح مشکوٰۃ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دنیا سے علم دین کا اٹھ جانا دو طرح سے ہوگا۔ ایک صورت تو یہ ہو گی کہ علمائے دین ایک کے بعد دوسرے دنیا سے اٹھتے چلے جائیں گے اور ان کی جگہ پر کرنے والے علمائے دین پیدا نہ ہوں گے بلکہ روز بروز کم علم والے علماء ہوتے جائیں گے۔

اسی طرح رفتہ رفتہ وہ دور آجائے گا کہ روئے زمین عالموں سے خالی ہو جائے گی اور علم دین کا جاننے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔

دوسری صورت یہ ہوگی کہ علماء دین ظالم بادشاہوں کے دباؤ یا ان کی چاپلوسی میں گرفتار ہو کر مسلم عوام میں دین کا چرچا کرنا چھوڑ دیں گے۔ اس طرح مسلم عوام علم دین سے بالکل ہی جاہل رہ جائیں گے اور جب رفتہ رفتہ ان سب عالموں کی وفات ہو جائے گی تو اس طرح دنیا سے علم اٹھ جائے گا۔ اور ہر طرف جہالت ہی جہالت کا دور دورہ ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی شخص ارکان اسلام کا جاننے والا، بلکہ قرآن کا پڑھنے والا بھی نہ رہ جائے گا۔ بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ **لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ اللّٰهُ اللّٰهُ** یعنی جس وقت قیامت قائم ہوگی اس وقت کی جہالت کا یہ عالم ہوگا کہ تمام روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی باقی نہ رہے گا۔ مرقاۃ المفاتیح ج 5 ص 171/2

تبصرہ: "علم کا اٹھ جانا" اور جہالت کی کثرت۔ قیامت کی ان دونوں نشانیوں کا ظہور شروع ہو چکا ہے کیونکہ روز بروز مسلم عوام میں علم دین کا ذوق و شوق گھٹتا بلکہ فنا ہوتا چلا جا رہا ہے اور جو عالم دنیا سے جاتا ہے وہ اپنا جانشین چھوڑ کر نہیں جاتا ہے۔ علماء سلف کے دور میں آج سے ایک ہزار پہلے مسلم عوام میں علم دین حاصل کرنے کا کتنا بڑا جذبہ اور ان کے دلوں کو علم دین سے کس قدر والہانہ تعلق اور لگاؤ تھا اس کا اندازہ کرنے کے لیے بغداد شریف وغیرہ کے اسلامی مدارس کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے۔

ابو حفص زیات کا بیان ہے کہ جب مشہور امام حدیث ابوبکر جعفر بن محمد ترکی فریابی ترکستان سے بغداد تشریف لائے تو شہر کے عوام و خواص نے جوش مسرت میں طبل و طنبورہ بجا بجا کر ان کا نہایت ہی پر شکوہ استقبال کیا۔ جب وہ "شارع المنار" کے میدان میں درس حدیث دینے کے لیے بیٹھے تو ان کی درسگاہ میں روزانہ تیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا' چونکہ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر ایجاد نہیں ہوا تھا۔ اس لیے شیخ الحدیث کی آواز سن سن کر سامعین کو سنایا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 337)

اس طرح مشہور محدث ابو مسلم کجی کی درس گاہ حدیث میں جو بغداد کے "رحبہ غسان" کے وسیع میدان میں تھی۔ حاضرین کی کثرت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خلیفہ بغداد نے آدمیوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لیے اس میدان کی پیمائش کرائی اور طالب علموں کی

دواتیں گنی گئیں تو چالیس ہزار سے زیادہ دواتیں پائی گئیں اور جو حاضرین لکھتے نہیں تھے۔ بلکہ صرف حدیثیں سن رہے تھے وہ اس گنتی سے الگ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج2 ص177)

(اس قسم کے پچاسوں واقعات ہماری کتاب ''روحانی حکایات'' اور اولیاء رجال الحدیث میں پڑھیے)

اب آپ علم دین کے اس کمال وزوال کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے عبرت حاصل کیجئے کہ آج ''اندرا گاندھی'' وغیرہ کے جلسوں میں تو ایک ایک لاکھ کے اجتماع کی خبریں چھپتی ہیں۔ مگر وعظ کے جلسوں اور علم دین کی درسگاہوں میں بجز چند غرباء اور چند مفلس طلبہ کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ اگر چند برسوں تک مسلمانوں کی غفلت کا یہی عالم رہا تو ظاہر ہے کہ ''علم دین'' جاننے والے روزانہ کم ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ ایک دن علم دین کا دنیا سے جنازہ نکل جائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت کی کثرت ہو جائے گی'' آفتاب کی طرح سب کی نگاہوں کے سامنے آجائے گا۔

''زنا کی زیادتی'' اس کا سبب احیاء کی کمی اور بے حیائی کا غلبہ ہے۔ جب مردوں اور عورتوں میں حیا کی کمی ہوگی تو لازمی طور پر زناکاری بڑھ جائے گی اور دوسرے گناہوں کے دروازے بھی کھل جائیں گے۔ کیونکہ مومن کی حیاء درحقیقت نفس کے شریر گھوڑے کے لیے بہترین لگام اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے ایک مضبوط ڈھال اور مومن کو ہزاروں گناہوں سے بچانے کے لیے ایک آہنی دیوار ہے۔ چنانچہ جب سے مسلمانوں میں حیا کی کمی ہوگئی عورتوں کا پردہ ختم ہونے لگا۔ پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں مردوں کا اختلاط شروع ہو گیا۔ سینما گھروں اور گلیوں میں لڑکوں لڑکیوں کا میل ملاپ ہونے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آجکل ہر طرف زناکاری کی گرم بازاری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو قوم زناکار ہو گی وہ عذاب جہنم سے پہلے دنیا ہی میں قحط اور غربت کا شکار ہو گی۔

(مشکوٰۃ ج2 ص213)

''شراب نوشی کی کثرت''۔ آجکل مسلمانوں میں یہ مرض بھی عام وباؤں کی طرح پھیل گیا ہے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے شراب کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ ''**اُمُّ الخبائث**'' (گناہوں کی ماں) ہے کہ اس سے سینکڑوں گناہوں کا جنم ہوتا ہے چنانچہ آج غیر مسلم اقوام کے لیڈروں اور دانشوروں نے بھی اسلام کے اس حکیمانہ فیصلہ کو اعتراف

حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ

شُرْبُ الْخَمْرِ مُوْرِثٌ لِلْفَسَادِ فِی الْبِلَادِ وَ فِی الْعِبَادِ"

یعنی شراب نوشی ممالک بلاد اور خدا کے بندوں میں فساد برپا کرنے والی چیز ہے یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں شراب بندی کا چرچا ہو رہا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی ہے۔ (1) شرابی (2) ماں باپ کا نافرمان (3) دیوث (اپنی بیوی کی زناکاری سے راضی رہنے والا) مشکوۃ ج2 ص38

"مرد کم عورتیں زیادہ" قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ دنیا بھر میں رفتہ رفتہ مردوں کی تعداد گھٹ رہی ہے اور عورتوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ چنانچہ آج ہزاروں لڑکیاں ایسی ہیں جن کے لیے شوہر نہیں مل رہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ یہ حال ہو جائے گا کہ ایک ایک مرد اپنے عزیز و اقارب یعنی دادی، نانی، خالہ، بہنیں، بھتیجیاں، بھانجیاں وغیرہ پچاس پچاس عورتوں کی پرورش، نگہداشت اور ان کے سامان زندگی کا انتظام کرے گا!

امام نہیں ملے گا — حدیث: 3

عَنْ سُلَامَةَ بِنْتِ الْحُرَّانِ سلامہ بنت حران رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ **قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَدَافَعَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُوْنَ اِمَامًا يُصَلِّيْ بِهِمْ**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مسجد والے ایک دوسرے کو (امامت کے لیے) دھکا دیں گے۔ لوگ کسی کو امام نہیں پائیں گے جو انھیں نماز پڑھائے۔

ابو داؤد ج1 ص93 (مجتبائی)

تشریح: قیامت قریب ہو جانے کے وقت جو علم دین دنیا سے اٹھا لیا جائے گا تو اس کا یہ انجام ہو گا کہ جہالت کی وجہ سے پوری مسجد کے نمازیوں میں کوئی اس قابل نہیں ہو گا جو امام بن کر نماز پڑھائے اور لوگ ایک دوسرے کو امامت کے لیے آگے بڑھائیں گے مگر وہ اپنی لاعلمی اور نااہلی کی وجہ سے آگے نہیں بڑھے گا۔

تبصرہ۔ قیامت کی اس نشانی کے ظہور کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ چنانچہ کچہریوں

اسٹیشنوں، بازاروں وغیرہ کی مسجدوں میں یہ مناظر دیکھے جاسکتے ہیں کہ اگر امام صاحب کبھی غائب ہو جاتے ہیں تو نمازیوں میں اس قسم کا شور وغل شروع ہو جاتا ہے کہ میر صاحب! آپ نماز پڑھائیے تو وہ کہتے ہیں کہ شیخ جی! آپ امام بن جائیے ایک دوسرے کو دھکا دے کر آگے بڑھاتے ہیں۔

گویا نماز سے پہلے فری اسٹائل کشتی کی مشق ہونے لگتی ہے۔ کاش مسلمان اس سے عبرت حاصل کرتے اور اپنے بچوں کو اتنی دینی تعلیم تو ضرور ہی دلاتے کہ وہ نماز پڑھنے اور پڑھانے کے قابل ہو جاتے۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے (اقبال)

فتنوں کے طوفان حدیث: 4

عَنْ اَبِی مُوْسیٰ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ فِیْھَا مُؤمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرٍ اَوْیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ کَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِیْھَا خَیْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِیْ فِیْھَا خَیْرٌ مِنَ السَّاعِیْ فَکَسِّرُوْا فِیْھَا تِسِیَّکُمْ وَقَطِّعُوْا فِیْھَا اَوْتَارَکُمْ وَاضْرِبُوْ سُیُوْ فَکُمْ بِالْحِجَارَۃِ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰی اَحَدٍ مُّنْکُمْ فَلْیَکُنْ کَخَیْرِ ابْنَیْ آدَمَ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً قیامت سے پہلے اندھیری راتوں کے ٹکڑوں کے مثل بہت سے فتنے ہوں گے۔ اس میں آدمی صبح کو مومن رہے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن رہے گا اور صبح کو کافر۔ ان فتنوں کے درمیان بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہو گا۔ لہٰذا تم لوگ ان فتنوں کے وقت اپنی کمانوں کو توڑ ڈالنا اور اپنی کمانوں کی تانتوں کو کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواروں کو پتھروں سے کچل دینا اور اگر کوئی تم کو قتل کرنے کے لیے تمہارے گھر میں داخل ہو جائے تو تم آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں سے جو بہتر تھا اس کے مثل ہو جانا۔

تشریح: یہ حدیث ابو داؤد میں بھی ہے۔ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو غیب کی یہ خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ایک دو نہیں۔ بلکہ بہت سے ایسے فتنے اٹھیں گے کہ جس طرح اندھیری راتوں میں راستہ نہیں ملتا۔ اسی طرح ان فتنوں سے بچنے کا مومن کو کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ اور جس طرح اندھیری راتیں خوفناک اور ڈراؤنی ہوا کرتی ہیں۔ اسی طرح وہ فتنے نہایت ہی دہشت انگیز اور بھیانک ہوں گے ان فتنوں میں گمراہیوں کے پھیلنے کا یہ عالم ہو گا کہ آدمی صبح کو مومن رہے گا۔ مگر کسی ظالم کے دباؤ سے، یا اپنی کسی نفسانی خواہش سے یا کسی گمراہ بد دین کے بھکانے سے شام کو کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح شام کو مومن رہے گا اور صبح کو فتنوں میں پڑ کر کافر ہو جائے گا۔ یہ فتنے ایسے خطرناک ہوں گے کہ ان فتنوں کے دور میں مومن کے لیے گوشہ نشینی اور اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھ رہنا بہتر ہو گا۔ کیونکہ جو جتنا ہی ادھر ادھر پھرے گا وہ اسی قدر زیادہ فتنوں کے طوفان میں پڑے گا۔ یہاں تک کہ جو شخص بیٹھا ہو گا وہ چلنے والے سے کم فتنوں میں مبتلا ہو گا اور جو چلتا ہو گا وہ دوڑنے والے سے کم فتنوں کا شکار ہو گا۔

ان فتنوں میں مسلمان آپس ہی میں جنگ و جدال کریں گے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں گے۔ ان فتنوں کے اوقات میں حضور ﷺ اپنی امت کو یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ جب مسلمان آپس ہی میں جنگ کرنے لگیں تو تم اس وقت میں اپنی کمانوں کو توڑ ڈالنا اور اپنی کمانوں کی تانتوں کو کاٹ ڈالنا۔ اور اپنی تلواروں کی دھاروں کو پتھروں سے کچل کچل کر تلواروں کو کند اور گھٹل کر ڈالنا۔ تاکہ تم لوگ اس حرام جنگ میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور تمہارا ہاتھ مومنین کے خونوں سے رنگین نہ ہونے پائے اور اگر کوئی مسلمان تمہارے گھر میں گھس کر تم کو بلا قصور قتل کرنے لگے تو تم اس وقت میں ایسا ہی کرنا جیسا حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں "ہابیل اور قابیل" میں سے ہابیل نے کیا تھا جو قابیل سے بہتر تھا۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب "قابیل" اپنی نفسانی خواہش کے جذبہ سے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھا تو ہابیل نے یہ کہا کہ اگر تم ہاتھ بڑھا کر مجھ پر حملہ کرو گے تو میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ چنانچہ ظالم قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو نہایت ہی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا اور شہید ہو گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی مسلمان ان

فتنوں کے دوران تم کو بلا قصور قتل کرنے لگے تو تم شہید ہو جانا مگر ہر گز ہر گز کسی مسلمان کا خون نہ بہانا۔

تنبیہہ: اس حدیث کے بارے میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ و تابعین اور عام علماء اسلام نے یہ فرمایا کہ یہ حکم "مسلمانوں کی جنگ میں خود قتل ہو جائے۔ مگر خود کسی مسلمان کو قتل نہ کرے۔ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کو یہ معلوم نہ ہو سکا ہو کہ مسلمانوں کی دونوں جنگ کرنے والی جماعتوں میں سے کون حق پر ہے ؟ اور کون باطل پر ہے ؟ لیکن جس شخص پر یہ واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کی لڑنے والی دونوں جماعتوں میں سے فلاں جماعت حق پر ہے اور فلاں جماعت باطل پر ہے تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اہل حق کی مدد کرے اور اہل باطل سے جنگ کرے۔ کیونکہ قرآن مجید کا حکم ہے کہ تم باغیوں سے بہر حال جنگ کرو خواہ مسلمان ہوں یا کافر۔ (شرح مسلم للنودی ج2 ص389)

تبصرہ: تواریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے فتنے گذشتہ زمانوں میں بھی پھیل چکے ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کے فتنے قیامت سے پہلے اٹھتے ہی رہیں گے۔ اور یہ فتنہ تو آج بھی سمندر کی طرح اٹھتا اور بڑھتا ہی چلا جارہا ہے کہ گمراہوں اور بد دینوں کی گمراہ کن تقریروں اور تحریروں سے، یا نفسیاتی خواہشوں کے جذبات سے سینکڑوں ہزاروں مسلمان گمراہ ہو کر ملحد و بے دین، اور کفار مرتدین ہوتے چلے جارہے ہیں۔ لہذا قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے!

امانت کی بربادی

حدیث: 5

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ
اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک
یُحَدِّثُ اِذْجَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ دیہاتی آیا اور یہ عرض کیا قیامت کب آئے
مَتَی السَّاعَةُ قَالَ اِذَا ضُیِّعَتِ گی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب
الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ کَیْفَ امانت برباد کی جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار
اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی کرو۔ اس نے کہا امانت کی بربادی کس طرح
غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ط ہو گی۔ آپ نے فرمایا جب ہر کام نا اہل کی
مشکوۃ ج:2: 469 طرف سونپا جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار
کرو۔

تشریح: یہ حدیث بخاری شریف ج2 ص 961 میں بھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں اعرابی کو قیامت کی یہ نشانی بتائی کہ جب نااہلوں کو کام سپرد کیے جانے لگیں تو سمجھ لو کہ اب قیامت جلد ہی آنے والی ہے۔ لہٰذا تم اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہونے لگی ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ حکومت و سلطنت اس دور میں ایسے لوگوں کے سپرد کی جانے لگی ہے جو کسی طرح بھی اس کے اہل نہیں ہیں۔ اسی طرح گاؤں کی سرداری اور نمبرداری بھی نااہلوں کو دی جا رہی ہے۔ حد ہو گئی کہ مسجدوں کی تولیت اور انتظام ان بے نمازی سیٹھوں اور مالداروں کے سپرد کیا جا رہا ہے، جو عید و بقر عید یا زیادہ سے زیادہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجدوں میں آتے ہیں۔ یوں ہی دینی درسگاہوں اور قومی اداروں میں ایسے ایسے لوگوں کو مینیجر و ناظم اعلیٰ اور سیکرٹری کا عہدہ سپرد کر دیا گیا ہے جو علم دین اور قوم مسلم کے مسائل اور ضروریات سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ بلکہ بعض تو علم دین اور قوم کے دشمن ہیں۔ اسی طور پر مدارس عربیہ میں ایسے ایسے لوگ مفتی اور شیخ الحدیث کی مسندوں پر بٹھائے گئے ہیں جو در حقیقت ان عہدوں کے اہل نہیں ہیں۔ غرض ہر کام اس

زمانے میں نااہلوں اور نالائقوں کے سپرد کیا جارہا ہے۔ لیکن ابھی خیریت یہ ہے کہ کچھ لوگ ان عہدوں کے اہل بھی ہیں۔ مگر جب وہ وقت آجائے گا کہ ہر چھوٹا بڑا کام نااہلوں ہی کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا تو پھر سمجھ لو کہ سگنل ڈاؤن ہو چکا اور قیامت کی گاڑی اب آنے ہی والی ہے۔

ظاہر ہے کہ نااہلوں کے ہاتھوں میں دنیا کے تمام کاموں کا پہنچ جانا اس کا انجام دنیا کی بربادی کے سوا اور کیا ہوگا؟ کون نہیں جانتا اچھی سی اچھی چیز اگر نااہل کے ہاتھ میں پہنچ جائے تو وہ بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ استرہ کتنی اچھی چیز ہے کہ اس سے انسان کے سر اور چہرہ کی اصلاح اور خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ مگر استرہ اسی وقت تک اچھی چیز ہے جب تک نائی کے ہاتھ میں ہے اور اگر خدانخواستہ یہی استرہ بندر کے ہاتھ میں پہنچ جائے تو پھر ظاہر ہے کہ اس سے حجامت نہیں بنے گی۔ بلکہ کسی کی ناک کٹے گی اور کسی کی گردن۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ نہ استرہ ہی رہے نہ بندر۔ دونوں کا ہی ستیاناس ہو جائے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

مسجدوں پر فخر

حدیث: 6

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِى الْمَسَاجِدِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

حجۃ اللہ العالمین ج2ص

تشریح: یعنی جب قیامت قریب آئے گی تو مسلمان ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بڑی بڑی شاندار مسجدیں بنائیں گے اور پھر ان مساجد پر ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر ظاہر کریں گے اور یوں کہیں گے کہ میری مسجد تمہاری مسجد سے زیادہ اونچی اور زیادہ شاندار ہے۔ میرے باپ دادا کی بنائی ہوئی مسجد تمہارے باپ دادا کی بنائی ہوئی مسجد سے زیادہ اچھی زیادہ خوبصورت ہے۔ میرے گاؤں کی مسجد تمہارے گاؤں کی مسجد سے بہت زیادہ لمبی چوڑی ہے۔

وغیرہ وغیرہ۔

مسجدوں کو اس نیت سے اونچی، پختہ اور شان دار بنانا کہ یہ اسلام کا نشان ہے اور اس سے کفار کی نظروں میں اسلام کی عظمت و ہیبت پیدا ہو گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس سے خوش ہوں گے۔ یہ بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص دوسروں پر فخر و تکبر ظاہر کرنے اور اپنی بڑائی کی نیت سے شاندار مسجد تعمیر کرے تو ہرگز ہرگز اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ وہ گنہگار ہو گا اور یہی وہ صورت ہے جس کو حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ قرب قیامت کی نشانی ہے۔

قیامت کی اس نشانی کا ظہور ہونے لگا ہے۔ کیونکہ بعض مسجدیں اسی فخر اور دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنے ہی کی نیت سے بنائی جانے لگی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

امیر المومنین کا قتل

حدیث: 7

عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِكُمْ وَیَرِثُ دُنْیَاكُمْ شِرَارُكُمْ: مشکوٰۃ ج2: ص459	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ تم لوگ امام (امیر المومنین) کو قتل کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تلواروں سے جنگ کرو گے اور تمہارے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہوں گے۔

تشریح: یہ حدیث ترمذی ج2 ص29 باب امر بالمعروف میں بھی ہے۔ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی اس نشانی کے ظہور کی خبر دی ہے کہ مسلمان خود اپنی تلواروں سے اپنے امیر المومنین کو قتل کریں گے اور مسلمان آپس ہی میں تلواروں سے جنگ

بکریں گے اور دنیا کی دولت اور سلطنت وحکومت بدترین انسانوں کے ہاتھوں میں آجائے گی۔
تبصرہ: قیامت کی یہ نشانیاں ظاہر ہو چکیں۔ اور قیامت سے پہلے آئندہ بھی ان نشانیوں کا مزید ظہور ہوگا۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ سب سے پہلے مصر کے چند منحوس اور باغی مسلمانوں نے 35ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔ پھر 40ھ میں بدنصیب عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی کی تلوار سے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر یزید پلید کے دور حکومت میں 10 محرم 61ھ کو مسلمانوں ہی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا کے میدان میں شہید کیا پھر اس کے بعد عباسیوں کے دور حکومت میں تو خلفاء اور امراء اسلامیہ کے قتل کا تانتا بندھ گیا۔ اور مسلمانوں کی خانہ جنگی کا یہ عالم ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہنچ گئی کہ خاندانِ بنو اُمیہ کے کچھ بدترین انسانوں کے ہاتھوں میں سلطنت کی باگ دوڑ آگئی اور بار بار کی خونریز لڑائیوں اور خانہ جنگیوں میں مکہ، مدینہ اور شام و عراق کے بے شمار مسلمان، مسلمانوں ہی کی تلواروں سے قتل ہوئے۔ جو تاریخ اسلام کے وہ اوراق غم ہیں۔ جن کے تصور ہی سے ایک درد مند اور حساس مسلمان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ 63ھ میں یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو بیس ہزار لشکر کا سپہ سالار بنا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کا حکم دیا اور اس لشکر اشرار نے رسول کے دربار میں اور مدینہ منورہ کے کوچہ وبازار میں وہ طوفان برپا کیا کہ جس کو دیکھ کر کفار بھی نادم و شرمسار ہو جائیں۔ ان خونخواروں نے مسلمان ہوتے ہوئے سات سو صحابہ اکرام کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا۔ دوسرے عام مسلمانوں کو ملایا جائے تو دس ہزار مسلمان تہ تیغ ہوئے۔ پھر یہی ظالموں کا لشکر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا اور ان باطنوں نے حرم الٰہی میں جہاں ایک پرند کا خون بہانا بھی جائز نہیں ہے مسلمانوں کو قتل کیا اور خانہ کعبہ پر نجاست ڈالی۔ پھر کعبہ معظمہ میں آگ لگادی جس سے کعبہ معظمہ کی چھت اور غلاف جل گیا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کے تمام تبرکات کو جلا ڈالا۔
انھیں تبرکات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں قربانی کیے ہوئے دنبہ کے وہ سینگ بھی جل گئے جو سینکڑوں برس سے کعبہ مکرمہ میں بطور تبرک رکھے ہوئے تھے۔
پھر 73ھ میں بنو اُمیہ کے بادشاہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی

ظالم کے ساتھ ایک عظیم لشکر مکہ مکرمہ بھیجا اور اس لشکر نے حرم الٰہی میں ہزاروں مسلمانوں کو ذبح کر ڈالا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خلیفۃ المسلمین تھے اور حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر العوام جنتی صحابی کے فرزند اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ تھے۔ حجاج بن یوسف کی ظالم فوجوں نے اس مقدس اور بزرگ صحابی کو شہید کر کے ان کی لاش مبارک کو سولی پر چڑھادیا۔

الغرض اسی طرح لگاتار خانہ جنگیوں کا سلسلہ جاری رہا اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان، مسلمانوں ہی کے ہاتھوں سے قتل ہوتے رہے۔ جن کی تفصیل تحریر کرنے کے لیے ایک بڑے دفتر کی ضرورت ہے۔

آج کل بھی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو معمولی بات پر قتل کر دیتا ہے اور ایسے واقعات عام ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔

کمینوں کی خوشحالی

حدیث: 8

عَنْ حُذَيْفَةَ بنَ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعَ بنَ لُكَعَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ کمینے کا بیٹا کمینہ سب سے زیادہ دنیا میں خوشحال ہو گا۔

ترمذی جلد دوم 44 باب اشراط الساعۃ:

تشریح: اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے قیامت کی ایک خاص علامت اور مخصوص نشانی کا ذکر فرمایا کہ قرب قیامت میں وہ لوگ جو باپ دادا وغیرہ کے زمانے سے نسلاً بعد نسل کمینے، احمق اور لچے لفنگے ہوں گے وہ دنیا میں مال و دولت اور اثر و رسوخ نیز دنیاوی ساز و سامان کے لحاظ سے بہت ہی خوشحال ہوں گے اور جو جتنا بڑا کمینہ اور لچا ہو گا۔ اسی قدر وہ زیادہ خوش حال ہو گا۔

تبصرہ: اس زمانے میں قیامت کی نشانی اس طرح ظاہر ہو چکی ہے کہ ہر چھوٹا بڑا اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ پشتہا پشت کے شریف زادگان علماء صلحاء عقلاء دیندار مسلمان آج غربت وافلاس کا شکار اور دنیا میں ہر طرف ذلیل وخوار نظر آرہے ہیں اور کئی کئی پشتوں کے چور، ڈاکو، لچے لفنگے اور بد معاش عیش وعشرت کی جنت میں چین کر رہے ہیں اور مزے اڑا رہے ہیں جن کو دیکھ کر بے اختیار زبان پر یہ شعر آجاتا ہے۔

حور کی گود میں لنگور خدا کی قدرت
زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت

اس وقت دل تو چاہتا ہے کہ ایسے چند کمینوں کے چہروں سے نقاب اٹھا کر ناظرین سے ان کا تعارف کرادوں مگر ڈر لگتا ہے۔

میں جو اسرار حقیقت ظاہر کر دوں
ابھی بیدم رسن و دار کا سامان ہو جائے

علماء قتل کیے جائیں گے

حدیث: 9

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُقْتَلُ فِيْهِ الْعُلَمَاءُ كَمَا يُقْتَلُ الْكِلَابُ فَيَالَيْتَ الْعُلَمَاءَ فِيْ ذَالِكَ الزَّمَانِ تَحَامَقُوْا.

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علماء کتوں کی طرح قتل کیے جائیں گے تو کاش علماء اس زمانہ میں بیوقوف بن جاتے (تاکہ قتل سے بچ جاتے)

(بحوالہ دیلمی)
حجتہ اللہ ج2 ص829

تبصرہ: قیامت کی یہ علامت پوری ہو چکی۔ اس لیے کہ کئی دور ایسے گزر گئے کہ حق گو علماء کو ظالم حکومتوں نے بلا قصور کتوں کی طرح قتل کرایا۔ بالخصوص بنی امیہ کے دور حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی نے ہزاروں علماء کرام کو قتل کیا اور حکومت عباسیہ کے زمانے میں مامون رشید اور اس کے بھائی معتصم باللہ کی سلطنت میں ہزاروں علماء کی گردنیں ماری گئیں۔

اسی طرح اس صدی میں بھی کمیونسٹ حکومت نے روس میں، اور ملحدوں کی حکومتوں نے مصر و عراق میں ہزاروں علماء کرام کو پھانسیاں دے دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ کاش اس زمانے کے علماء کرام ایسے وقت میں جاہل و احمق اور پاگل بن جاتے۔ تاکہ ظالم حکومتیں انھیں جاہل اور پاگل سمجھ کر قتل نہ کرتیں۔ اور اس طرح امت رسول کے علماء کی قیمتی جانیں بچ جاتیں۔ چنانچہ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ بعض عالموں نے ایسے وقتوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کر کے اپنی جان بچالی ہے!

دین سے نکل جانے والی قوم

حدیث: 10

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الأَحلَامِ يَقْرَئُوْنَ الْقُرانَ لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَايَمْرُقُ السَّهمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ط

ترمذی ج2 ص42
باب فی صفۃ المارقہ:

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو نو عمر اور بے عقل ہو گی۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کی حلقوم کے نیچے (دل تک) نہیں پہنچے گا۔ یہ لوگ بہترین مخلوق نبی ﷺ کی باتیں کہیں گے لیکن یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (بدن چھید کر) نکل جاتا ہے۔

تشریح: یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی کئی جگہ مذکور ہے۔ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ قرب قیامت کے وقت کچھ نئے

---

1 جنگ آزادی 1857ء میں بھی انگریز نے علماء حق کو چن چن کر قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کیا، پھانسیاں دی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا فیض احمد بدایونی اور مولانا کفایت علی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسمائے کرام تو برّاعظم ایشیا کے اکثر موٴرخین کے قلم کا موضوع بن چکے ہیں۔ (تابش قصوری)

نئی عمروں والے کم عقل لوگ ٹولیاں ٹولیاں بنا بنا کر نکلیں گے یہ لوگ قرآن پڑھیں گے۔ مگر قرآن ان کے حلقوموں سے آگے بڑھ کر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا۔ یعنی قرآن مجید کی ہدایت کے اثرات ان کے دلوں میں نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی حدیثیں لوگوں کو سناتے پھریں گے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کسی پرندہ یا کسی چرندہ جانور کا تیر سے شکار کیا جاتا ہے تو تیر شکار کے جانور کو چھید تا ہوا باہر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون یا گوشت کا کوئی اثر اور نشان تیر پر لگا ہوا نظر نہیں آتا۔ اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے کہ اسلام کا کوئی اثر و نشان ان لوگوں میں باقی نہیں رہے گا اور یہ لوگ بالکل ہی اسلام سے خارج اور مرتد و بے دین ہو جائیں گے۔

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے اس قوم کا نام بھی بتا دیا ہے کہ یہ خارجیوں کا فرقہ ہے۔ یہ لوگ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی لڑائیوں کے وقت میں ظاہر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فرقہ والوں سے "نہروان" میں جہاد فرمایا۔ اور ان لوگوں کا قتل عام کیا۔ پھر بھی کچھ لوگ باقی بچ گئے اور ان لوگوں نے مقام "حرواء" میں جو عراق میں واقع ہے اپنا ایک مضبوط اڈا بنا لیا۔ اسی لیے یہ لوگ فرقہ حرویہ کہلانے لگے۔ پھر اس فرقہ کی بہت سی شاخیں ہو گئیں جن میں فرقہ معتزلہ کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا اقتدار شاہی درباروں میں بھی بہت بڑھ گیا اور ان لوگوں نے علماء اہلسنت کو بڑی بڑی ایذائیں دے کر خوب خوب اپنے باطل مذہب کا پرچار کیا اور اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا اور انہی خارجیوں کی ایک شاخ فرقہ "وہابیہ" بھی ہے جس کا بانی ابن وہاب نجدی تھا۔ اس فرقہ وہابیہ کے برے اثرات سے ہندوستان کی سر زمین بھی مسموم ہو گئی کہ اس کی مختلف ٹولیاں غیر مقلد، دیوبندی۔ تبلیغی۔ جماعت اسلامی وغیرہ ناموں سے ہندوستان بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کے اکثر مسائل اور ان لوگوں کی علامات و خصائل بہت زیادہ خوارج سے ملتے جلتے ہیں ان لوگوں میں بہت سے لوگ قرآن پڑھنے اور احادیث سنانے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کی توہین کر کے اسلام سے خارج اور مرتد ہو گئے۔ چنانچہ عرب و عجم کے مفتیوں نے ان لوگوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ دیکھو فتاویٰ "حسام الحرمین" مرتبہ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی۔ قدس

سرہ العزیز۔

حجر اسود اکھاڑا جائے گا

حدیث: 11

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُرْفَعَ الرُّكْنُ رَوَاهُ السِّجْزِيُّ ط

حجتہ العالمین ج 2 ص 829

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ رکن (حجر اسود) کو (اس کی جگہ سے) اٹھالیا جائے گا۔ اس حدیث کو سجزی محدث نے روایت کیا ہے۔

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی۔ کیونکہ خلافت عباسیہ کے دور میں ایک ملحد اور باغی ابو طاہر قرمطی نے مکہ معظمہ پر چڑھائی کر کے اس مقدس شہر پر قبضہ کر لیا اور خاص ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس مقدس پتھر کو توڑ ڈالا۔ پھر اس کو اکھاڑ کر وہ اپنے دارالسلطنت "ہجر" میں لے گیا اور بیس برس تک حجر اسود کعبہ معظمہ سے جدا ہو کر "ہجر" میں پڑا رہا۔ پھر عباسی خلیفہ "مطیع" کے زمانے میں جب "ابو طاہر قرمطی" کے متبعین مغلوب ہو گئے تو حجر اسود شریف ہجر سے لا کر پھر کعبہ معظمہ کے ایک کونے میں بدستور سابق دیوار میں جوڑ دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب "ابو طاہر قرمطی" اس مقدس پتھر کو اونٹ پر لاد کر ہجر لے جانے لگا تو جس اونٹ پر اس کو لادا جاتا وہ اونٹ مر جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ سے ہجر تک کا راستہ طے کرنے میں چالیس اونٹ مر گئے اور جب اس مقدس پتھر کو ہجر سے مکہ معظمہ بیس سال کے بعد لایا گیا تو ایک لاغر اونٹنی پر اس کو لادا گیا اور وہی ایک اونٹنی اس کو مکہ معظمہ لے کر چلی آئی اور اس کی برکت سے مکہ مکرمہ پہنچ کر یہ اونٹنی خوب فربہ ہو گئی۔

ابو طاہر قرمطی اپنے وقت کا فرعون تھا۔ محمد بن ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ جس سال قرامطہ کا مکہ معظمہ پر غلبہ ہو گیا۔ میں مکہ مکرمہ میں موجود تھا۔ میں نے یہ دیکھا کہ ان لوگوں میں ایک آدمی کعبہ معظمہ پر چڑھ گیا اور کعبہ کا پرنالہ جو چاندی کا بنا ہوا ہے اس کو

اکھاڑنے لگا۔ میں یہ منظر دیکھ کر تڑپ گیا اور مجھ سے صبر نہ ہو سکا تو میں نے یہ کہا کہ اے میرے پروردگار تو کیا ہی حلیم ہے۔ میرے منہ سے لفظ نکلا ہی تھا کہ وہ شخص سر کے بل زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔

اور محمد بن ربیع کہتے ہیں کہ ابو طاہر قرمطی مسجد حرام کے منبر پر چڑھ کر یہ کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم مخلوق کو پیدا بھی کرتا ہوں اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہی ابو طاہر کو ایسی خطرناک چیچک نکلی کہ اس کا سارا بدن گل سڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 829

تارے سروں پر گریں گے

حدیث: 12

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تُرْضَخَ رُئُوسُ اَقْوَامٍ بِکَوَاکِبَ مِنَ السَّمَآءِ بِاسْتِحْلَالِھِمْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ کچھ قوموں کے سر آسمان کے ستاروں سے کچل دیے جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ قوم لوط کے عمل (لواطت) کو حلال سمجھنے لگیں گے۔

حجۃ اللہ ج 2 ص 829 حوالہ دیلمی

تبصرہ: قیامت کی اس نشانی کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ 323ھ میں جب کہ عباسی خلیفہ راضی باللہ کا دور حکومت تھا۔ رات بھر تارے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرتے رہے اور اس کے بعد بھی کئی بار شہاب ثاقب گرتے رہے اور انسانوں کا سر کچل کچل کر ان کو ہلاک کرتے رہے۔

حجۃ اللہ ج 2 ص 829

لواطت: گناہ کبیرہ ہے اور یہ وہ ملعون کام ہے کہ قوم لوط اسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے اس طرح ہلاک کر دی گئی کہ ان کی پوری بستی الٹ پلٹ کر دی گئی۔ (قرآن مجید)

اس حدیث میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی ہے کہ جو لوگ اس فعل حرام کو حلال سمجھنے لگیں گے ان کے سر ٹوٹنے والے تاروں سے کچل ڈالے جائیں گے

اور وہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ لواطت کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں لواطت کرنے والوں کو یہ سزا دی کہ فاعل و مفعول دونوں کو زمین پر بٹھا کر ان کے اوپر ایک دیوار گرا دی اور یہ دونوں دب کر مر گئے۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 313)

بے حیائی کی انتہا

حدیث: 13

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَسَافَدَ النَّاسُ تَسَافُدَ الْبَهَائِمِ فِی الطُّرُقِ ط

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ لوگ جانوروں کی طرح راستہ میں جفتی کریں گے۔

حجۃ اللہ ج 2 ص 831 بحوالہ دیلمی

تبصرہ: قیامت کی اس نشانی کے آثار بھی ظاہر ہونے لگے ہیں۔ کیونکہ علانیہ زناکاری کی وارداتیں جا بجا ہونے لگی ہیں۔ یہاں تک کہ سڑکوں پر اور میلوں میں اس قسم کے واقعات ہونے لگے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب انسانوں میں روز بروز بے حیائی بڑھتی جا رہی ہے اور شرم و حیا کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے تو اس کا انجام یہی ہو گا کہ انسان ایک دن اس قدر بے حیا اور بے شرم ہو جائے گا کہ وہ گھوڑوں، گدھوں، کتوں کی طرح عام راستوں میں اپنی شہوت پوری کرنے لگے گا۔

ترکوں سے جنگ

حدیث: 14

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا قَوْماً نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰی تُقَاتِلُوْ التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْیُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔

(مشکوٰۃ جلد2 : ص425)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ تم مسلمان ایک ایسی قوم سے جنگ کروگے جن کے جوتے بال کے ہوں گے اور یہاں تک کہ تم لوگ ترکوں سے جنگ کروگے جن کی آنکھیں چھوٹی، جن کے چہرے سرخ جن کی ناکیں پست ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے تہ بہ تہ کھال چڑھائی ہوئی ڈھال ہوں گے۔

تشریح: اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے قیامت کی یہ نشانی بتائی کہ قیامت سے پہلے مسلمانوں کی ترک کافروں سے جنگ ہوگی۔ اور اس قوم کا حلیہ بتاتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ بال کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے۔

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ لوگ جانوروں کے بالوں کو بٹ کر دھاگہ بنائیں گے اور ان دھاگوں سے موزے کی طرح جوتا بنا کر پہنیں گے اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ایسے چمڑوں کا جوتا پہنے ہوں گے جس پر بال ہوں گے ان لوگوں کی آنکھیں عربوں کی آنکھیں کی بہ نسبت چھوٹی ہوں گی۔

ان لوگوں کی ناک چھوٹی اور پست ہوگی اور ان کے چہرے سرخ رنگ کے ہوں گے جو گولائی لیے ہوئے ہوں گے اور ان لوگوں کے چہروں پر اس قدر گوشت بھرا ہوگا جیسے تہ بہ تہ چمڑا چڑھائی ہوئی گول مٹول موٹی موٹی ڈھال۔

تبصرہ: یہ حدیث شریف مختلف الفاظ کے ساتھ بخاری شریف کے چند ابواب میں مذکور ہے اور مسلم ج2 ص395 باب اشراط الساعۃ میں بھی ہے۔

اس حدیث کے بارے میں شیخ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نو موی (متوفی 676ھ کا بیان ہے کہ قیامت کی یہ نشانی معرض وجود میں آچکی۔ کیونکہ ترکوں سے بارہا مسلم افواج کی جنگ ہو چکی۔ بلکہ اس وقت بھی ہو رہی ہے۔

یہ حدیث حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے ترکوں کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ اور لڑائیوں کی خبر دی جو بلاشبہ غیب کی خبریں ہیں۔ (شرح مسلم للنووی ج 2 ص 395)

ایک کذاب، ایک مہلک

حدیث: 15

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابٌ وَّمُبِیْرٌ:

ترمذی ج 2 ص 45

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب، اور مہلک (بہت زیادہ خونریزی کرنے والا پیدا ہوگا)۔

تشریح: اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قیامت سے پہلے عرب کے ایک قبیلہ میں جسکا نام ثقیف ہے۔ ایک کذاب (بہت ہی جھوٹا) اور ایک مہلک (بہت زیادہ قتل کرنے والا) پیدا ہو گا۔ یہ غیب جاننے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو برسوں پہلے غیب کی خبر دی ہے۔

تبصرہ: حضور ﷺ کو یہ خبر غیب وجود میں آچکی۔ امام ترمذی کا بیان ہے کہ محدثین و مورخین کا یہ قول ہے کہ قبیلہ ثقیف کا کذاب تو "مختار بن عبید" ہے اور قبیلہ ثقیف کا مہلک "حجاج بن یوسف" ہے۔ ترمذی ج 2 ص 45

مختار بن عبید ثقفی: اس کے باپ بہت بلند پایہ صحابی تھے۔ مگر یہ صحابی نہیں ہے۔ اس کی پیدائش 1ھ میں ہوئی۔ لیکن اس کو حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑا عالم و فاضل تھا اور اہل بیت کا محب بھی تھا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اس پر حکومت کی حرص و ہوس کا بھوت سوار ہو گیا اور یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغی بن گیا اور چند دنوں کے لیے اس کو کوفہ میں تسلط و اقتدار بھی مل گیا اور اس نے حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خوب خوب بدلہ بھی لیا مگر پھر اس کے عقائد میں اس قدر خرابی پیدا ہو گئی کہ نبوت کا دعویٰ کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ مجھ پر وحی اترتی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مصعب بن زبیر کے دور امارت میں اسے کوفہ کے اندر قتل کر دیا گیا۔
(حاشیہ ترمذی)

حجاج بن یوسف ثقفی: سلطنت بنو امیہ کا وہ ظالم و خوں خوار گورنر ہے۔ جس نے بغیر جنگ کے جن لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اور گرفتار کر کے قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور ان مقتولوں میں اکثر وہ لوگ ہیں جو اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد، علماء اور صحابہ و تابعین تھے اور جنگوں میں جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے ان کی تعداد تو شمار سے باہر ہے
(ترمذی ج 2 ص 45)

روایت ہے کہ حجاج بن یوسف کی موت کے بعد ایک آدمی نے اپنی بیوی سے یہ کہ دیا کہ "اگر حجاج بن یوسف جہنمی نہ ہو تو تجھ کو طلاق" اس کے بعد اس آدمی نے اپنے زمانے کے علماء سے دریافت کیا کہ میری بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں؟ تو علماء نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اس آدمی نے ایک اللہ کے ولی سے یہ مسئلہ پوچھا جو صاحب کشف و کرامت تھے تو انھوں نے فرمایا کہ تیری بیوی پر طلاق نہیں پڑی۔ کیونکہ حجاج بن یوسف جہنمی ہے۔
(تقریر ترمذی ص 51)

تلواریں جہاد سے معطل

حدیث: 16

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ سُوْءُ الْجِوَارِ وَقَطِيْعَةُ الْأَرْحَامِ وَاَنْ يُعَطَّلَ السَّيْفُ مِنَ الْجِهَادِ وَاَنْ تُخْتَلَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہیں (1) پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرنا (2) رشتہ داریوں کو کاٹ دینا۔ (3) تلوار کا جہاد سے معطل ہونا۔ (4) دین کے ذریعے دنیا کمانا۔

(بحوالہ ابن مردویہ (حجۃ اللہ ج 2 ص 831۔)

تبصرہ: قیامت کی مذکورہ بالا چاروں نشانیاں تمام دنیا میں علی الاعلان ظاہر ہو چکی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ آج دنیا کا ہر پڑوسی اپنے پڑوسیوں کی بدسلوکیوں سے نالاں اور بیزار ہے۔ اسی طرح ذرا ذرا سی باتوں پر آج بھائی اپنی بہن سے یہ کہہ کر رشتہ کاٹ ڈالتا ہے کہ جا۔ آج سے تو میری بہن نہیں اور میں تیرا بھائی نہیں۔ ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے تو بھائی بہن کا رشتہ جوڑا تھا۔ تاکہ ایک دوسرے سے محبت والفت کا برتاؤ کر کے ایک دوسرے کا سہارا بنیں۔ مگر اللہ کے بندے اس قدرتی رشتہ کو کاٹ کر ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جہاد تمام دنیا میں بند ہو چکا ہے اور تلواریں جہاد سے معطل پڑی ہوئیں خدا کی راہ میں نیاموں سے نکلنے کے لیے بیقراری کے ساتھ تڑپ رہی ہیں۔ اسی طرح بدعمل علماء اور مصنوعی مشائخ دین کے نام پر جس طرح عوام کا استحصال کر رہے ہیں اور روپیہ کمانے کی مشین بنے ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی تصور کشی کے لیے میرے الفاظ نہیں ہیں۔

اگر طوفان میں ہو کشتی تو ہو سکتی ہیں تدبیریں
اگر کشتی میں طوفان ہو تو کیا تدبیریں کام آئیں

دجلہ کے پل پر جنگ عظیم

حدیث:17

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ بِغَائِطٍ یُسَمُّوْنَہُ الْبَصْرَۃَ عِنْدَ نَہَرٍ یُقَالُ لَہٗ دَجْلَۃُ یَکُوْنُ عَلَیْہِ جِسْرٌ یَکْثُرُ اَھْلُھَا وَیَکُوْنُ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَذِکَانَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جَآءَ بَنُوْ قَنْطُوْرَآءَ عِرَاضُ الْوُجُوْہِ صِغَارُ الْاَعْیُنِ حَتّٰی یَنْزِلُوْا عَلٰی شَطِّ النَّھَرِفَیَتَفَرَّقُ اَھْلُھَا ثَلٰثَ فِرَقٍ فِرْقَۃٌ یَاْ خُذُوْنَ فِیْ اَذْنَابِ الْبَقَرِ وَ الْبَرِیَّۃِ وَ ھَلَکُوْا وَ فِرْقَۃٌ یَاْ خُذُوْنَ لِاَ نْفُسِھِمْ وَ ھَلَکُوْ اوفِرْقَۃٌ یَجْعَلُوْنَ ذَرَارِ یَّھُمْ خَلْفَ ظُھُوْرِھِمْ وَیُقَاتِلُوْ نَھُمْ وَھُمُ الشُّھَدَاءُ

مشکوٰۃ ج2 ص468 باب الملاحم

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ ایک پست زمین میں اتر پڑیں گے جن کا نام "بصرہ" ہے اس نہر کے پاس جسکو "دجلہ" کہا جاتا ہے۔ اس نہر پر ایک پل ہو گا اور اس شہر کی آبادی بہت زیادہ ہو گی۔ یہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر ہو گا۔ جب آخری زمانہ آئے گا تو "قطوراء" کی اولاد (تاتاری قوم) چوڑے چوڑے چہروں والے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے حملہ کے لیے اگر اس نہر کے کنارے پڑاؤ کریں گے۔ اس وقت بصرہ والوں کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ تو بیلوں کی دم پکڑے ہوئے بیابانوں میں پناہ لے گا اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنی ذات کے لیے امان لے گا۔ یہ سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ایک گروہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کر کے ان لوگوں سے جنگ کرے گا۔ یہ لوگ "شہداء" ہوں گے۔

تشریح: اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث میں "قطوراء" کی اولاد سے مراد ترکی اور تاتاری قومیں ہیں "قطوراء" حضرت ابراہیم کی باندی کا نام ہے۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے جو لڑکے قطوراء کے شکم سے پیدا ہوئے تھے ان کی اولاد میں ترکی اور تاتاری اقوام ہیں۔ مرقاۃ جلد 5 ص 156

اس حدیث میں "بصرہ" سے مراد شہر بغداد ہے۔ چونکہ زمانہ رسالت میں بغداد شہر آباد نہیں ہوا تھا اور بصرہ بغداد ہی کے قرب وجوار میں ہے اس لیے بغداد کی جگہ حضور ﷺ نے بصرہ کا نام لیا۔ اس جنگ کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ کہ صفر 656ھ میں جب چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان تاتاریوں کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بغداد کے مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ کچھ مسلمان تو اپنے اپنے مال واسباب کو بیلوں پر لاد کر اپنی جان بچانے کے لیے جنگلوں اور بیابانوں میں پناہ لینے کے لیے نکل بھاگے۔ مگر یہ لوگ بچ نہ سکے بلکہ تاتاریوں کی خونخوار فوجوں نے ان سب کو چن چن کر قتل کر ڈالا اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور کچھ مسلمان یعنی خود خلیفہ بغداد معتصم باللہ اور اس کے ارکان سلطنت اور بغداد کے امراء و شرفا و علماء نے تاتاریوں سے جان کی امان لے کر قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور باہر نکل آئے مگر قوم تاتار کے بد عہد کفار نے بد عہدی کی اور ان سب مسلمانوں کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور خلیفہ بغداد کو بھی نہایت ہی بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ طرح طرح کی ایذا دے کر مار ڈالا۔

اور کچھ شیر دل اور جانباز مسلمان اس عظیم فتنہ کے سیلاب میں بھی ثابت قدم رہے۔ نہ ان لوگوں نے فرار کیا نہ قوم کفار سے امان کے طلب گار ہوئے۔ بلکہ ان کفار کے مقابلہ میں تلوار لے کر ڈٹ گئے اور اپنے بال بچوں کو اپنے پیچھے کر کے ان کافروں سے جنگ کرنے لگے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب کے سب شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے۔ اور شہر بغداد تباہ و برباد ہو گیا۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص 820 وغیرہ

تبصرہ: حضور اکرم ﷺ نے سینکڑوں برس پہلے جو غیب کی خبر دی تھی وہ حرف بہ حرف صادق ہوئی اور قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

1- بصرہ شہر جو بغداد کے قریب واقع ہے اس کا نام حضور نے ارشاد فرمایا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ بصرہ۔ کوفہ۔ قاہرہ سیدنا فاروق اعظم کے دور میں منصہ شہود پر آئے۔ (تابش قصوری)

حجاز کی آگ

حدیث:18

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ نَارٌ تُضِیْئُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نکلے گی جو مقام بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔

مشکوۃ ج2 ص469

تشریح: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زمینوں کو حجاز کہتے ہیں اور بصریٰ ملک شام کا ایک شہر ہے جو شہر دمشق سے چند میل کی دوری پر ہے۔

تبصرہ: اس آگ کا تذکرہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں بھی ہے۔ قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی۔ 654ھ میں یہ آگ قبیلہ قریظہ کے قریب سے ناگہاں خود بخود نمودار ہوئی اور اس کی روشنی میں لوگوں نے رات کے وقت بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو دیکھ لیا۔ پچاس دنوں تک یہ آگ روشن رہی۔ پھر خود بخود بجھ گئی۔ (تاریخ الخلفاء ص324) وغیرہ

ریگستان عرب میں باغ

حدیث :19

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکْثُرَ الْمَالُ وَ یَفِیْضَ حَتّٰی یُخْرِجَ الرَّجُلُ زَکٰوۃَ مَالِہٖ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَقْبَلُ مِنْہُ وَحَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّ اَنْھَارًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ تَبْلُغُ الْمَسَاکِنُ اِھَابَ اَوْیَھَابَ:

مشکوٰۃ ج2 ص469 باب اشراط الساعۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہو جائے گی اور اس حد تک دولت بہنے لگے گی کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو کسی آدمی کو ایسا نہیں پائے گا جو اس کی زکوٰۃ کو قبول کرے اور عرب کی (ریگستانی) زمین میں باغات اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (مدینہ) کی آبادی "ہاب" تک یا "یہاب" تک پہنچ جائے گی،

تشریح: یہ حدیث مسلم میں بھی ہے اور اس حدیث میں "اھاب" اور "یھاب" یہ دونوں مدینہ طیبہ کے قرب وجوار میں دو گاؤں کے نام ہیں۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قرب قیامت میں مال و دولت کی کثرت و فراوانی اس قدر بڑھ جائے گی کہ ہر آدمی دولت مند ہو جائے گا اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملے گا اور عرب کی ریگستانی اور بنجر زمین میں جو پانی کے قطرہ قطرہ کے لیے اور گھاس اور سبزہ کے لیے ترستی ہے۔ اس زمین میں قسم قسم کے باغات اور ہری بھری چراگاہیں اور پانی کی نہریں جاری ہو جائیں گی اور مدینہ طیبہ کی آبادی اس قدر بڑھ جائے گی کہ اس شہر کے مکانات "اھاب" یا "یھاب" گاؤں تک پہنچ جائیں گے۔

تبصرہ: قیامت کی ان نشانیوں کا ظہور شروع ہو چکا ہے کیونکہ عرب بلکہ ساری دنیا میں دولت کی کثرت و فراوانی ہوتی جا رہی ہے اور عرب کی بنجر زمینوں میں باغ لگائے جا رہے ہیں

اور شہروں کے پلان بنائے جا رہے ہیں اور مدینہ طیبہ کی آبادی روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

مدینہ کی ویرانی

حدیث :20

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عمرَانُ بَيْتِ الْمَقْدَسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَ خَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجَ الْمَلْحَمَةِ و خُرُوْجَ الْمَلْحَمَةِ فَتح الْقُسْطُنْطُنِيَةِ وَفَتحُ الْقُسْطُنْطُنِيَةِ خُرُوْجُ الدَّجَالِ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس کا (بربادی کے بعد) آباد ہونا مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی جنگ عظیم کا نکلنا قسطنطنیہ کا فتح ہونا ہے اور فتح قسطنطنیہ دجال کا نکلنا ہے۔

ابو داؤد ج2 ص 242 : مطبع مجتبائی:

تشریح: حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ان تمام واقعات کا ظہور یکے بعد دیگرے آگے پیچھے ہو گا اور قیامت سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی آبادی ویران ہو جائے گی۔ چنانچہ اس بارے میں طبرانی کی ایک حدیث ہے کہ مدینہ کی آبادی بڑھ کر سلع پہاڑ تک پہنچ جائے گی۔ پھر مدینہ منورہ پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ مسافروں کی جماعت اس شہر کے اطراف سے گزرے گی تو یہ کہے گی کہ کبھی اس جگہ کوئی آبادی تھی۔ کیونکہ عرصہ دراز تک ویران ہوتے ہوتے اس کے نشانات و آثار مٹ چکے ہوں گے۔

حجتہ اللہ ج2 ص 843

تبصرہ: ابھی تک یہ نشانی عالم وجود میں نہیں آئی۔

سونے کے پہاڑ

حدیث: 21

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَحْسُرُ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ یَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَیْهِ فَیُقْتَلُ مِنْ کُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَ یَقُوْلُ کُلُّ رَجُلٍ لَعَلِّیْ اَکُوْنُ اَنَا الَّذِیْ یَنْجُوْ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ نہر فرات سونے کے پہاڑ ظاہر کردے گی اور لوگ اس کو لینے کے لیے ایک دوسرے سے یہاں تک جنگ کریں گے کہ ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں کا ہر شخص یہ کہتا ہو گا کہ شاید میں قتل سے بچ جاؤں گا!

مشکوۃ ج2 ص:469 (اشراط الساعۃ)

تشریح: یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے اور ایک دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ عنقریب نہر فرات سونے کے خزانوں کو ظاہر کردے گی اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود ہوں گے وہ اس کو نہ لے سکیں گے۔ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ قرب قیامت میں زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو قے کردے گی جو سونے چاندی کے ستونوں کی شکل میں پڑے ہوں گے۔ ایک قاتل جب ان کو دیکھے گا تو کہے گا کہ ہائے افسوس اسی کے لیے میں نے لوگوں کا خون بہایا تھا اور جب رشتہ داری کاٹنے والا اس کے بعد آئے گا تو کہے گا کہ افسوس!! اسی کے لیے میں نے اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا تھا اور چور جب وہاں سے گزرے گا تو افسوس کرتا ہوا کہے گا کہ ہائے اسی کے بارے میں میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ پھر یہ سب ان خزانوں کو چھوڑ کر وہاں سے چل دے گا اور کوئی بھی اس میں سے کچھ نہیں لے گا۔

(مشکوۃ ج1 ص469)

نہر فرات سے سونے کا پہاڑ اس طرح نمودار ہو گا کہ اس نہر کا پانی خود بخود خشک ہو جائے گا اور زمین پھٹ جائے گی اور سونے چاندی وغیرہ کی کانیں نظر آنے لگیں گی۔ اسی

طرح جا بجا زمین میں بڑے بڑے شگاف ہو جائیں گے اور زمین میں گڑے ہوئے دفینے اور خزانے زمین کے اوپر آجائیں گے۔

تبصرہ: جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ابھی تک اس نشانی کا ظہور نہیں ہوا ہے۔

قیصر و کسریٰ کے خزانے

حدیث: 22

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰی فَلاَ كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَ اِذَا هَلَكَ قَیْصَرُ فَلاَ قَیْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُ هُمَافِیْ سَبِیْلِ اللّٰه:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہو گا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہو گا اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ یقیناً ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے

ترمذی ج 2 ص 44

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانیاں ظاہر ہو چکیں۔ کیونکہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران کا بادشاہ کسریٰ اور روم کا بادشاہ قیصر دونوں ہلاک ہو گئے۔

دونوں سلطنتیں ختم ہو گئیں اور ان دونوں کے خزانے اونٹوں پر لاد کر مدینہ منورہ لائے گئے اور امیر المومنین نے ان خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور پھر ان دونوں کے بعد نہ کوئی کسریٰ ہوا نہ قیصر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: رضا شاہ پہلوی نے کسریٰ کی یاد تازہ کرنا چاہی تو وہ تخت و تاج کو بڑی وحشت ناکی سے چھوڑ تا بنا اور دربدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ پھر مصر میں بڑی ہی کس مپرسی کی موت مرا۔ اور اپنے پیچھے عبرتناک یادیں چھوڑ گیا۔

مجھے یقین ہے جو بھی کسریٰ کا مظہر بننا چاہے گا وہ حضور کے فرمان کے مطابق ہرگز نہیں بن سکے گا۔ (تابش قصوری)

ٹڈیوں کی ہلاکت

حدیث: 23

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برسوں میں جس سال ان کی وفات ہوئی۔ ٹڈیاں ناپید ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی وجہ سے غمگین ہو گئے اور انھوں نے ایک سوار یمن کی طرف ایک سوار عراق کی جانب اور ایک سوار شام کی طرف بھیجا اور ٹڈیوں کے بارے میں لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے لگے پھر یمن کی طرف جانے والا سوار ایک مٹھی ٹڈیاں لے کر آیا اور ان کو آپ کے سامنے بکھیر دیا۔ جب آپ نے ان ٹڈیوں کو دیکھا تو نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس ہزار جاندار مخلوق کو پیدا فرمایا جن میں سے چھ ہزار سمندر میں اور چار ہزار خشکی میں ہیں اور سب سے پہلے ان جاندار مخلوقات میں سے ٹڈیاں ہلاک ہوں گی۔ پھر ان کے بعد دوسری جاندار مخلوقات کی ہلاکت لگاتار ہونے لگے گی کہ جس طرح موتیوں کی لڑی کا دھاگا کٹ جائے تو موتی لگاتار گرنے لگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ج2 ص472 شراط الساعۃ)

تبصرہ: ابھی تک ٹڈیوں کا وجود دنیا سے ختم نہیں ہوا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ابھی تک قیامت کی اس نشانی کا وجود نہیں ہوا ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہو گئی ہے کہ اب ٹڈیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔ حکومتیں ان کے انڈوں اور بچوں کو ہلاک کرنے میں بڑی جدوجہد کر رہی ہیں۔ جس کا انجام اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ ایک نہ ایک دن ٹڈیوں کی نسل دنیا سے فنا ہو جائے گی اور قیامت کی ایک نشانی معرض وجود میں آجائے گی۔ (واللہ تعالےٰ اعلم)

حروفِ قرآن کامٹنا

حدیث: 24

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْرِیْ عَلٰی کِتَابِ اللهِ لَیْلٌ فَیُصْبِحُ النَّاسُ وَلَیْسَ مِنْهُ اٰیَةٌ وَلَا حَرْفٌ فِیْ جَوْفِ الْاَ نُسِخَتُ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن پر ایک ایسی رات گزرے گی کہ لوگ صبح کریں گے تو ہر جگہ سے قرآن کی آیت اور حروف مٹا دیے جائیں گے (یا مٹا دیے گئے ہوں گے۔)

حجتہ اللہ ج2 ص847 حوالہ ابن ماجہ ص303

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے ایک ایسی رات آئے گی کہ اچانک قرآن پاک کی تمام آیتیں اور حروف قرآن مجید کی جلدوں سے بھی اور حافظوں کے سینے سے بھی مٹ جائیں گے چنانچہ ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ قرآن مجید جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ کر چلا جائے گا اور عرش کے گرد شہد کی مکھی کی طرح آواز کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو قرآن کہے گا کہ میں تیرے پاس سے نکلا تھا اور اب تیرے ہی پاس لوٹ کر چلا آیا ہوں۔ کیونکہ لوگ میری تلاوت تو کرتے ہیں۔ مگر میرے احکام پر عمل نہیں کرتے۔ حجتہ اللہ ج2 ص847

تبصرہ: ابھی تک قیامت کی اس نشانی کا ظہور نہیں ہوا یہ بالکل ہی قرب قیامت میں ہوگا۔

خونریزی کی کثرت

حدیث: 25

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْهَرَجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرَجُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْقَتْلُ اَلْقَتْلُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ ہرج بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔ تو لوگوں نے کہا ہرج کیا چیز ہے؟ یارسول اللہ آپ نے فرمایا قتل قتل۔

(مسلم ج2 ص390 کتاب الفتن)

تبصرہ: قتل اور خون ریزی کی کثرت تمام دنیا میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور روزانہ اس کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ لہذا قیامت کی یہ نشانی ظہور پذیر ہو چکی ہے۔

واللہ تعالےٰ اعلم

مسجدوں میں دنیا کی باتیں

حدیث: 26

عَنِ الْحَسَنِ يَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کی مسجدوں میں ان کی دنیاوی باتیں ہوں گی۔ لہذا تم لوگ ایسے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(حجتہ اللہ ج2 ص832 حوالہ بیہقی)

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی پوری ہو چکی ہے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں۔ چند منٹوں کے لیے آتے ہیں تو خواہ مخواہ دنیا کی باتیں اور دھندے روزگار کی باتوں کا تذکرہ کرنے لگتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھیں۔ بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں۔

تیس مدعیانِ نبوت

حدیث: 27

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے جن میں ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ہمیشہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر رہے گی جو غالب رہے گی۔

ان کے مخالفین ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ ج2 ص465)

تبصرہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے تیس آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ لیکن امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ ستائیس آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ ستر کذاب ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص824)

ان روایتوں میں تطبیق کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ستر کی تعداد میں ستائیس اور تیس دونوں داخل ہیں۔ اس لیے کسی روایت میں ستائیس کا ذکر آگیا اور کسی میں تیس کا اور کسی روایت میں پورے ستر کی تعداد مذکور ہو گئی۔

دوسری صورت تطبیق کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کل کذابوں کی تعداد تو ستر ہو گی جن میں سے ستائیس یا تیس تو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ باقی امامت یا مہدی وغیرہ ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ اور تطبیق کی ایک تیسری صورت یہ بھی ہے کہ ان گنتیوں کو تعداد و تحدید کے لیے نہ مانا جائے۔ بلکہ ان گنتیوں کو تکثیر اور بیان کثرت کے لیے مانا جائے۔ یعنی حضور ﷺ کی ان گنتیوں سے یہ مراد ہے کہ بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ جیسے اردو

کے محاورہ میں بولا جاتا ہے۔

"میں نے پچاس مرتبہ تم کو سمجھایا" تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے بہت زیادہ مرتبہ تم کو سمجھایا تو اسی طرح حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ ستائیس آدمی یا تیس آدمی، یا ستر آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب بہت زیادہ ہوں گے۔

چنانچہ زمانہ اقدس کے وقت سے آج تک نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذابوں کا شمار کیا جائے تو ان بد نصیبوں اور بے دینوں کی تعداد تیس سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے۔

بہر حال قیامت کی اس نشانی کا ظہور ہو چکا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ٥

کعبہ کو ڈھانے والا

حدیث: 28

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوالسُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو پتلی پتلی پنڈلیوں والا حبشہ کا ایک آدمی کعبہ کو برباد کر دے گا۔

(مسلم ج2 ص394 کتاب الفتن)

تبصرہ: علامت قیامت کی اس پیشن گوئی کا مصداق اب تک ظہور میں نہیں آیا ہے اور اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ انتہائی ہولناک واقعہ کب اور کس زمانہ میں وقوع پذیر ہوگا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہ سانحہ درپیش ہوگا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگ فریاد لے کر آئیں گے تو آپ آٹھ یا نو آدمیوں کی ایک جماعت کو تفتیش کے لیے مکہ شریف روانہ فرمائیں گے۔ اور کعبہ کے برباد ہونے سے پہلے یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے لوگ حج و عمرہ ادا کر چکے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 843

آدمی قبر کے اوپر لوٹے گا

حدیث : 29

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لاَ ذات کی جس کے دست قدرت میں میری تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ جان ہے کہ یہ دنیا ختم نہیں ہو گی یہاں تک عَلَی الْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُ کہ آدمی قبر پر یہ کہتے ہوئے لوٹتا ہو گا کہ کاش یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَکَانَ صَاحِبِ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور اس کے پاس ھٰذَا الْقَبْرِ وَلَیْسَ بِہٖ الدِّیْنُ اِلاَّ مصیبت کے سوا دین نہیں ہو گا۔

اَلْبَلاَءُ: (مشکوٰۃ ج 2 ص 469) (اشراط الساعۃ)

تشریح: یہ حدیث مسلم میں بھی ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت قریب ہو جائے گی تو قسم قسم کے فتنوں کی وجہ سے ایسے ایسے مصائب اور تکالیف کے طوفان مومن پر آئیں گے کہ دین پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہو جائے گا جتنا کہ آگ کا انگارہ ہاتھ میں اٹھائے رہنا۔ اس قسم کی بلاؤں میں بہت سے مومنین کا دین برباد ہو جائے گا۔ اور آدمی رنج و قلق سے بلبلا کر قبرستان جائے گا اور کسی قبر پر سر پٹک پٹک کر لوٹے گا اور یہ کہے گا کاش میں اس برے وقت سے پہلے ہی مر گیا ہوتا اور اس قبر والے کی جائے میں اس قبر میں دفن ہو گیا ہوتا تو میں ان مصیبتوں اور بلاؤں سے بچ گیا ہوتا۔ اور میرا دین و ایمان بھی سلامت رہ گیا ہوتا۔

تبصرہ: ابھی یہ وقت تو نہیں آیا ہے کہ آدمی موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دے کر قبروں پر لوٹتا پھرے۔ مگر یہ منزل تو آگئی ہے کہ دیندار مسلمان زمانہ حال کے الحاد و بے دینی، اور دین و مذہب کی تحقیر و تذلیل اور عوام کے اسلام دشمن معاشرہ سے بیزار ہو کر قبر والوں پر رشک کرنے لگا ہے اور بعض دیندار مسلمانوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چلے گئے وہ ہم سے اچھے رہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس دور کی ملحدانہ روش، اور دین و

مذہب کی توہین و تذلیل کے جان سوز مناظر دیکھنے سے بچ گئے۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیامت کی اس نشانی کے ظہور کا وقت قریب آن پہنچا ہے اور اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں اور اگر دین و مذہب سے عام بیزاری مسلم معاشرہ کی ایمان سوز خرابیوں کا یہی حال رہا تو رفتہ رفتہ چند برسوں میں قیامت کی یہ نشانی بھی اس طرح نظر آنے لگے گی جس طرح کھلے آسمان میں رات کے وقت چاند تارے نظر آیا کرتے ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم

لٹھ باز بادشاہ

حدیث: 30

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى یَخْرُجَ رَجَلٌ مِنْ قَحطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ "قحطان" سے ایک آدمی ایسے نکلے گا جو تمام انسانوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

(مشکوٰۃ ج2 ص466 باب الملاحم)

تشریح: "قحطان" یا تو یمنی اقوام کے مورث اعلےٰ کا نام ہے یا یمنی قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ بہر حال اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ خاندان قحطان کا ایک بادشاہ ہو گا۔ جو اپنی لاٹھی کے زور سے لوگوں پر اس طرح حکومت کرے گا۔ جس طرح کوئی آدمی اپنی لاٹھی سے جانوروں کو ہانک کر جہاں اور جدھر چاہتا ہے ہانک کر لے جایا کرتا ہے اور کوئی جانور سرتابی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ ظالم بادشاہ امیر و غریب اور شریف و رذیل سب کو اپنی ایک ہی لاٹھی سے ہانکے گا۔ اور اس کی لاٹھی کے ڈر سے کوئی شخص چوں وچرا کرنے کی مجال نہ رکھے گا۔ جب تک یہ بادشاہ نہ ہو گا قیامت نہیں آئے گی۔

بعض محدثین نے فرمایا کہ یہ بادشاہ کسی عرب کا آزاد کردہ غلام ہو گا اور اس کا نام "جہجاہ" ہو گا۔ (مرقاۃ ج5 ص157)

تبصرہ: تاریخ عرب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے اس قسم کے ظالم بادشاہ عرب

میں پیدا ہو چکے۔ لیکن "جہجاہ" نام والا جہاں تک مجھ کم علم کی معلومات کا تعلق ہے عرب میں اب تک کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اس لیے میرے علم میں قیامت کی یہ نشانی ابھی عالم وجود میں نہیں آئی ہے۔ (واللہ تعالےٰ اعلم)

فتح بیت المقدس

حدیث:31

حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جنگ تبوک میں آیا۔ اس وقت آپ ایک چمڑے کے خیمہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا "قیامت سے پہلے تم چھ نشانیوں کو گن لو (1) میری وفات (2) پھر بیت المقدس کی فتح۔ (3) پھر ایک وبا (طاعون تم کو پکڑے گی جو بکریوں کی گلٹی کی بیماری کی طرح ہو گی۔ (4) پھر مال کی اس قدر زیادتی ہو گی کہ کسی آدمی کو ایک سو دینار دیے جائیں گے پھر بھی وہ (اس کو کم سمجھ کر) ناراض ہی رہے گا۔ (5) پھر ایک فتنہ ہو گا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا (6) پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہو گی۔ مگر رومی کفار بد عہدی کریں گے۔ اور اتنا بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے کہ اس لشکر میں اسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار فوجیں ہوں گی"۔

(مشکوۃ ج2 ص466 باب الملاحم)

قیامت کی یہ نشانیاں تقریباً سبھی ظاہر ہو چکی ہیں۔

تبصرہ: پہلی نشانی: یعنی حضور ﷺ کا اس عالم دنیا سے عالم آخرت کا سفر فرمانا۔ یہ 11ھ میں ہو چکا۔

دوسری نشانی: بیت المقدس کا فتح ہونا۔ یہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واقع ہوا۔

تیسری نشانی: طاعون کی وبا۔ یہ علامت بھی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں ظہور پذیر ہوئی۔ زمانہ اسلام میں یہ سب سے پہلا طاعون ہے اس وبا میں تین دن کے اندر ستر ہزار آدمی مر گئے۔ چونکہ اس وقت اسلامی لشکروں کا پڑاؤ بیت

المقدس کے قریب ایک گاؤں "عمواس" میں تھا۔ اس لیے تاریخوں میں اس وبا کا نام طاعون عمواس پڑ گیا۔

طاعون: ایک وبائی بیماری جس کو انگریزی میں "پلیگ" کہتے ہیں۔ اس بیماری میں شدید بخار آتا ہے اور گردن یا بغلوں، یا رانوں کی جڑوں میں کبوتر کے انڈے کے برابر گلٹیاں نکلتی ہیں جس میں ناقابل برداشت درد کے ساتھ سخت جلن ہوتی ہے۔ اس مرض میں بہت جلد آدمی مر جاتا ہے اور بہت کم لوگ اس بیماری۔ سے شفایاب ہوتے ہیں۔ پہلے ہندوستان میں تقریباً ہر سال یہ وبا آتی تھی مگر چالیس برس سے یہ وبا نہیں آئی ہے۔

چوتھی نشانی: یعنی مال و دولت کی کثرت و فراوانی۔ اس نشانی کا ظہور تاریخ اسلام میں سب سے پہلے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا اور اس کے بعد برابر مالداری کی کثرت میں زیادتی ہی ہوتی گئی اور ہوتی جا رہی ہے یہاں تک کہ علامہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارے زمانے میں تو اس قدر مال و دولت کی کثرت ہو گئی ہے کہ ایک ہزار دینار کو بھی لوگ قلیل و حقیر ہی رقم شمار کرتے ہیں اور اس کی کوئی قدر نہیں کرتے۔

مرقاۃ ج 5 ص 158

پانچویں نشانی: عرب کا فتنہ، اس سے مراد حضرت امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت، اور اس کے بعد کی لڑائیاں ہیں جن کے اثرات سے عرب کا ہر ہر گھر متاثر ہوا۔ اور اس خانہ جنگی میں مسلمانوں کا بے شمار جانی و مالی نقصان ہوا اور چند دنوں کے لیے اسلامی فتوحات کا دروازہ بند ہو گیا۔ مرقاۃ ج 5 ص 158

چھٹی نشانی: رومیوں سے صلح اور پھر ان لوگوں کی بد عہدی۔

اس نشانی کا ظہور خلافت راشدہ کے بعد خصوصاً خلافت عباسیہ کے دور میں بار بار ہوا۔ اور بار بار رومیوں نے بڑے بڑے عظیم لشکروں کے ساتھ مسلم حکومتوں پر یلغار کی۔

آئندہ بھی اس قسم کے حملے مسلمانوں پر ہوتے ہی رہیں گے۔ یہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد کفار ہمیشہ کے لیے مغلوب ہو جائیں گے۔ اور ہر طرف اسلام کا بول بالا رہے گا۔ واللہ تعالےٰ اعلم

عرب میں دوبارہ بت پرستی

حدیث:32

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْیَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰی ذِی الْخَلَصَةِ طَاغِیَةُ دَوْسٍ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین (طواف کرتے ہوئے) ذوالخلصہ پر ہلیں گے اور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا ایک بت تھا جس کو وہ لوگ زمانہ جاہلیت میں پوجتے تھے۔

بخاری ج 2 ص 1054 باب تغیر الزمان

تبصرہ: اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قرب قیامت میں عرب کے ایک قبیلہ دوس کے لوگ بتوں کا طواف اور ان کی پرستش کرنے لگیں گے۔

ابھی تک اس نشانی کا ظہور نہیں ہوا۔ اور عرب میں کہیں بھی بت پرستی نہیں ہو رہی ہے۔

چار فتوحات

حدیث:33

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مسلمان جزیرۃ العرب سے جنگ کروگے تو اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم لوگ فارس سے جنگ کروگے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی مفتوح فرمادے گا۔ پھر تم لوگ روم سے لڑوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح یاب بنادے گا۔ پھر دجال سے تم لوگوں کی جنگ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کے مقابلہ میں بھی تم کو فتح دے گا۔ (مشکوۃ ج 2 ص 466 باب الملاحم)

تبصرہ: قیامت سے پہلے ہونے والی مذکورہ بالا چاروں لڑائیوں میں سے صرف آخری جنگ ابھی نہیں ہوئی۔ باقی تینوں لڑائیاں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہو چکیں اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بشارت ظاہر ہو چکا کہ ان لڑائیوں میں مسلمانوں کو

فتح مبین حاصل ہوئی۔

جوتے کا فیتہ بولے گا

حدیث: 34

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ درندے جانور انسانوں سے گفتگو کریں گے اور آدمی سے اس کا کوڑا باتیں کرے گا اور اس کے جوتے کا تسمہ کلام کرے گا۔ اور آدمی کو اس کی ران ان معاملات کی خبر دے گی جن کو اس کی بیوی نے اس کے پیچھے کیا ہو گا۔

تبصرہ: قرب قیامت کی یہ ہولناک نشانیاں ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں لیکن ہر مومن کو اس پر ایمان اور یقین رکھنا ضروری ہے کہ فرمان رسالت کے بموجب یہ نشانیاں عنقریب ظاہر ہو کر رہیں گی جیسا کہ دوسری نشانیاں جن کو کوئی پہلے سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ علی الاعلان کچھ ظہور میں آچکیں ہیں۔ کچھ ظاہر ہو رہی ہیں۔

بصرہ کے بندر، ہونے والے

حدیث: 35

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے انس! لوگ بہت سے شہروں کو بسائیں گے اور ان شہروں میں سے ایک شہر کو بصرہ کہا جائے گا۔ اگر تو اس شہر کے پاس سے گزرے یا اس میں داخل ہو تو اس شہر کی نمکین زمین اور ندی کے ساحل، اور کھجوروں کے باغات اور بازاروں سے اور اس شہر کے امراء کے دروازوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا اور بصرہ کی ان زمینوں کو لازم پکڑنا جو "ضواحی" کہلاتی ہیں۔ کیونکہ بصرہ میں زمین کا دھنس جانا اور پتھراؤ اور زلزلہ ہو گا اور ایک قوم رات کو سوئے گی اور صبح کو اٹھے گی تو بندر اور سور ہو جائے گی۔ مشکوۃ ج2 ص: 468

تشریح: بصرہ عراق کا بہت ہی مشہور اور تاریخی شہر ہے۔ ضواحی وہ ریتلی زمین جو سورج کی

روشنی میں چمکتی اور دور سے صاف نظر آتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ ہوں گی اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لوگ مسخ نہیں کیے جائیں گے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں مسخ عام نہیں ہوگا کہ بنی اسرائیل کی طرح پوری پوری بستیاں مسخ کر دی جائیں مگر مسخ خاص یعنی خاص خاص چند افراد کا مسخ تو اس امت میں بھی ہوگا۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ "فرقہ قدریہ" میں سے کچھ لوگ مسخ کیے جائیں گے ممکن ہے کہ بصرہ میں کچھ لوگ فرقہ قدریہ کے آباد ہو گئے ہوں جن کو قہر خداوندی مسخ کر کے بندر اور سور بنادے گا۔

(اشعۃ اللمعات ج4 ص308)

مسخ کے تین واقعات: مصر کے فاطمی دور حکومت میں ہر سال عاشوراء (دسویں محرم) کے دن رافضیوں کا ایک گروہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ مبارکہ کے اندر جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ناگہاں ایک سائل اس قبہ میں داخل ہوا اور یہ کہا کہ کون ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کھلا دے؟ ایک بوڑھے خبیث رافضی نے اس سائل کو اپنے گھر لے جا کر سائل کی زبان کاٹ ڈالی اور اس کے ہاتھ پر رکھ کر کہا کہ "لے یہ ہے ابو بکر کی محبت کا بدلہ"۔ سائل اپنی زبان کو ہاتھ میں لیے ہوئے مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھ کر رونے لگا اور روتے روتے سو گیا۔ خواب میں حضور اکرم ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر یہ دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس شخص کی زبان اس کے منہ میں رکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے رکھ دی۔ اس کے بعد سائل بیدار ہوا تو اس کی زبان اس کے منہ میں بدستور سابق تھی اور کوئی تکلیف بھی نہیں تھی۔ پھر سائل نے سال بھر کے بعد عاشوراء کے دن اسی قبہ میں جا کر کھانے کا سوال کیا تو ایک نوجوان اس کو اپنے گھر لے گیا اور سائل کو کھلا پلا کر اس کا بہت زیادہ اعزاز کیا۔ سائل نے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ گذشتہ سال جب میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لے کر کھانے کا سوال کیا تھا تو میری زبان کاٹی گئی تھی۔ اور اس سال میرا اس قدر اعزاز کیا جا رہا ہے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟۔

جوان نے کہا اے شخص جس نے تیری زبان کاٹی تھی وہ میرا باپ تھا۔ تیری زبان کاٹتے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے مسخ کر کے بندر بنادیا۔ چنانچہ دروازے کا پردہ ہٹا کر اس جوان نے سائل کو دکھادیا کہ دیکھ یہی میرا باپ ہے جس نے تیری زبان کاٹی تھی۔ سائل نے دیکھا کہ گھر میں ایک بندر بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس کے بعد جوان نے کہا کہ تم نے جو دیکھا اس کو لوگوں سے چھپانا اور یہ کہا کہ اس کا انجام دیکھ کر ہم لوگوں نے رافضی مذہب سے توبہ کرلی ہے۔ اس واقعہ کو علامہ سمہوری نے اپنی کتاب زواجر میں اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں ذکر کیا ہے۔ اور ان دونوں کے علاوہ علامہ قسطلانی وغیرہ نے بھی اس واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص 827 جلد ثانی

2: اسی طرح زواجر میں لکھا ہے کہ حلب میں ایک آدمی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ جب یہ مر گیا تو شہر کے چند نوجوانوں نے اس کی قبر کھود کر دیکھا تو قبر میں ایک سور پڑا ہوا تھا۔ نوجوانوں نے اس کو گھسیٹ کر قبر سے نکالا اور اس کو آگ میں جلاڈالا۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص 827 جلد ثانی

3 :حلب میں ایک مسلمان نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک آدمی اس سے کھلواڑ کرنے لگا۔ مگر اس مسلمان نے نماز نہیں توڑی اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ نماز پوری کرلی اور جیسے ہی اس نے سلام پھیرا۔ فوراً ہی کھلواڑ کرنے والے کا چہرہ خنزیز(سور) کی شکل کا ہو گیا اور وہ جنگل کی طرف بھاگتا ہوا چلا گیا۔

تبصرہ: قیامت کی اس نشان کا ظہور ابھی تک ظہور نہیں ہوا ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم

پتھروں کی بارش

حدیث: 36

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَ مَسْخٌ وَ قَذْفٌ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنُهْلَكُ وَ فِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا ظَهَرَ الْخُبُثُ۔

(ترمذی ج2 ص41)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت کے پچھلے لوگوں میں زمین کا دھنس جانا اور مسخ ہو جانا اور پتھراؤ ہو گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاک کر دیے جائیں گے حالانکہ ہم لوگوں میں بہت سے صالحین بھی ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں جب علانیہ بدکاری ہونے لگے گی۔

تشریح: مسخ کی طرح اس امت میں گناہوں اور بداعمالیوں کی نحوستوں سے خسف (زمین میں دھنسنا) اور قذف (پتھر برسنا) بھی ہو گا۔

چند خسف: (1) 308ھ میں مغرب اقصیٰ کے تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے (2) 346ھ میں مطیع کے دور خلافت میں اتنا بڑا زلزلہ آیا کہ شہر طالقان زمین میں دھنس گیا اور ہزاروں شہریوں کی تعداد میں سے کل بمشکل تیس آدمی زندہ بچ سکے اور اس زلزلہ میں ایران کی ایک سو پچاس بستیاں زمین میں دھنس گئیں اور اس کا اثر حلوان تک پہنچا کہ آدھے شہر سے زیادہ حصہ زمین کے نیچے چلا گیا اور زمین اس طرح پھٹ گئی کہ قبروں سے مردے باہر نکل گئے اور پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور ایران میں ایک پہاڑ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک گاؤں آدھے دن زمین و آسمان کے درمیان معلق رہا۔ پھر پورے شہر والوں سمیت زمین میں دھنس کر غائب ہو گیا۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے علامہ ابن جوزی سے نقل کیا ہے۔

(3) اسی طرح 533ھ میں بصریٰ کا ایک گاؤں زمین کے اندر غائب ہو گیا۔

(4) اسی طرح 533ھ حیرہ شہر زمین کے اندر چلا گیا اور شہر کی جگہ سیاہ پانی کا تالاب بن گیا۔
(5) اسی طرح آذربائجان کے اطراف میں چھ گاؤں زمین کے اندر دھنس گئے علامہ برزنجی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ہمارے زمانہ میں ہوا۔ حجۃ اللہ علی العالمین ج2 ص825،826

چند قذف: علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ 285ھ میں بصرہ کے قریب ایک گاؤں میں کالے اور سفید رنگ کے پتھروں کی بارش ہوتی تھی۔
(2) 242ھ میں سوید اگاؤں میں اتنے بڑے بڑے پتھر برسے کہ لوگوں نے ایک پتھر کا وزن کیا تو وہ دس رطل (پانچ سیر) وزن کا تھا۔
(3) علامہ برزنجی کا بیان ہے کہ تخمیناً 1060ھ میں کروستان کے اندر ہیزان اور کفران دونوں شہروں کے درمیان انڈے کے برابر کالے پتھروں کی بارش ہوئی اور اس پتھراؤ کی آواز ایک دن کی مسافت کی دوری پر رہنے والوں نے سنی۔ (حجۃ اللہ ج2 ص828)
نوٹ: آج کل بھی اخبارات میں ایسی خبریں سنائی دیتی رہتی ہیں کہ فلاں جزیرہ سمندر میں غرق ہو گیا اور فلاں سمندر بالکل خشک ہو گیا۔ وہاں پہاڑ تک نمودار ہو گئے۔ (تابش قصوری)

پورا لشکر زمین کے اندر حدیث:37

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک لشکر جنگ کے لیے بیت اللہ (کعبہ معظمہ) کا قصد کرے گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر مقام بیداء کی زمین میں پہنچے گا تو اس لشکر کا درمیان حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اگلا حصہ پچھلے حصہ کو پکارے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک شخص کے جو لشکر سے الگ چلتا ہوگا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور یہی شخص ان لوگوں کے بارے میں خبر دے گا۔
یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جھوٹ نہیں بولا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ پر جھوٹ نہیں بولی ہیں۔ (مسلم ج2 ص380 کتاب الفتن)
تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی ابھی تک وجود میں نہیں آئی ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم

مسجد العشار کے شہداء حدیث:38

صالح بن درہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج کے لیے جارہے تھے ناگہاں ایک آدمی (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کھڑے ملے انھوں نے ہم سے فرمایا تھا تمہارے پہلو میں ایک گاؤں ہے جس کو ابلہ کہتے ہیں۔ ہم لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر انھوں نے فرمایا تم میں سے کون اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ مسجد العشار میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور یہ کہہ دے کہ اس کا ثواب ابوہریرہ کے لیے ہے۔ میں نے اپنے محبوب ﷺ سے سنا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد العشار سے ایسے شہیدوں کو اٹھائے گا کہ ان کے سوا کوئی بھی (قیامت کے دن) شہداء بدر کی صف میں نہیں کھڑا ہوگا۔ مشکوۃ ج 2 ص 468 باب الملاحم

اس حدیث سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

تبصرہ: (1) مقدس مقامات میں عبادت کرنے کا ثواب بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔
(2) عبادات مالیہ کی طرح نماز و روزہ وغیرہ بدنی عبادتوں کا ثواب بھی بذریعہ فاتحہ زندوں اور مردوں کو پہنچانا صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔
(3) کسی شخص سے اپنے لیے فاتحہ اور ایصال ثواب کی فرمائش جائز اور درست ہے مسجد العشار کے یہ شہداء کرام قیامت سے پہلے کب شہادت سے سرفراز ہوں گے ؟ یا شہید ہو چکے۔ کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ واللہ تعالےٰ اعلم

یہودیوں کا قتل عام حدیث:39

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے اور ان یہودیوں کو مسلمان قتل کریں گے یہاں تک کہ کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت پکارے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے تو آجا اور اس کو قتل کر ڈال بجز ایک "غرقد" کے درخت کے۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

(مشکوۃ ج 2 ص 466)

تشریح: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قتل عام میں یہودیوں کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے

گی۔ ہاں صرف ایک درخت جس کا نام "غرقد" ہے اس کی آڑ میں یہودیوں کو پناہ مل سکے گی۔
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ غرقد ایک خاردار جنگلی درخت ہے اور اس درخت کو یہودیوں سے کیا مناسبت اور کون سا خاص تعلق ہے؟ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(اشعۃ اللمعات ج 4 ص 157)

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ بعض روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دجال کے نکلنے کے بعد جو یہودی دجال کی فوجوں میں شامل ہو کر مسلمانوں سے جنگ کریں گے ان یہودیوں کا یہ حال ہو گا کہ مسلمان ان کا قتل عام کریں گے اور یہودیوں کو درخت غرقد کی آڑ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ مرقاۃ ج 5 ص 157

ایک برس ایک مہینہ کے برابر حدیث: 40

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَ الشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَ تَكُوْنَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَ يَكُوْنَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنَ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ۔	حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا (یعنی) ایک سال مثل ایک مہینہ کے گذر جائے گا اور ایک مہینہ مثل ایک ہفتہ کے اور ایک ہفتہ مثل ایک دن کے اور ایک دن مثل ایک گھنٹہ کے، اور ایک گھنٹہ مثل آگ کی ایک چمک کے ہو جائے گا۔

(مشکوٰۃ ج 2 ص 470 باب اشراط الساعۃ)

تشریح: یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت قریب آجائے گی تو سال، مہینہ اور دن جلدی جلدی گزرنے لگیں گے۔ اس کی یا تو یہ صورت ہو گی کہ زمانہ میں اس قدر بے برکتی ہو جائے گی کہ جلدی جلدی زمانہ گزر جائے گا اور لوگوں کو خبر بھی نہ ہو گی کہ کتنے دن گزر گئے۔ یا یہ صورت ہو گی کہ اس زمانے میں لوگ اس قدر قسم قسم کے شدائد و مصائب اور فتنوں کے ہنگاموں میں مشغول اور پریشان و بدحواس ہو جائیں گے کہ انھیں یہ احساس ہی نہیں ہو گا کہ کب سال گزر گیا؟ اور میری عمر کتنی گزر گئی اور کس کام

میں گزر گئی؟ اور کون سا مہینہ آیا اور کون سا مہینہ گیا؟ کیونکہ ہر شخص کا تجربہ ہے کہ سخت پریشان کن مصروفیات کی حالت میں بہت جلد وقت گزر جاتا ہے۔
تبصرہ: قیامت کی اس نشانی کا ظہور بھی شروع ہو گیا۔ چنانچہ ہر شخص محسوس کرنے لگا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے چٹ پٹ سال گزر جاتا ہے اور اب سال بھر میں بھی اتنا کام نہیں ہو پاتا جتنا پہلے چھ مہینے میں ہو جایا کرتا تھا۔ واللہ تعالےٰ اعلم

پہاڑوں کا ٹل جانا حدیث: 41

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَزُوْلَ الْجِبَالُ عَنْ اَمَاكِنِها۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے ٹل جائیں گے۔

(حجۃ اللہ ج 2 ص 825 بحوالہ طبرانی)

تبصرہ: قیامت کی یہ نشانی ظاہر ہو چکی۔ کیونکہ زلزلوں میں پہاڑوں کا اپنی جگہوں سے ٹل جانا بارہا واقع ہو چکا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل دو واقعات تاریخوں میں مذکور ہیں جو بہت ہی مستند اور مشہور ہیں۔ جن کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے۔

1۔ 242ھ میں متوکل عباسی کے دور حکومت میں یمن کا ایک پہاڑ جس پر کچھ کھیتیاں تھیں وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسرے لوگوں کے کھیتوں میں چلا گیا۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 825)

2۔ اسی طرح 300ھ میں شہر دینور کا ایک پہاڑ زمین کے اندر دھنس کر بالکل ہی غائب ہو گیا اور وہاں سے اس قدر زیادہ پانی نکل پڑا کہ بہت سی بستیاں غرق ہو گئیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 825)

سرخ آندھی حدیث: 42

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مال غنیمت کو لوگ اپنی دولت، اور امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان بنالیں گے اور علم کو دین کے سوا کسی دوسرے مقصد سے پڑھیں گے اور آدمی اپنی بیوی کا فرماں بردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو گا۔ اپنے دوست کو قریب کرے گا اور اپنے باپ کو دور کر دے گا اور مسجدوں میں

آوازیں بلند ہوں گی اور قبیلہ کا سردار ان میں کا فاسق آدمی ہو گا اور قوم کا رہنما ان میں کا سب سے زیادہ کمینہ شخص ہو گا اور آدمی کی تعظیم اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی اور گانے والیوں اور باجوں کا ہر طرف چرچا ہو گا۔

قسم قسم کی شرابوں کو لوگ پینے لگیں گے اور اس وقت تم لوگ سرخ آندھی اور زلزلہ، زمین کے دھنس جانے، صورتوں کے بگڑ جانے اور پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور اس وقت (قیامت کی) نشانیاں ایک کے بعد دوسری لگاتار اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جیسے موتی کی لڑی کا دھاگہ کاٹ دیا گیا ہو تو موتیوں کے دانے ایک کے بعد دوسرے لگاتار گرنے لگ جاتے ہیں۔ (مشکوۃ ج 2 ص 470 باب اشراط الساعۃ)

تبصرہ: قیامت کی مذکورہ بالا تمام نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں۔ سرخ آندھیاں زلزلے، زمین میں دھنسنا، صورت کا بگڑ جانا، پتھروں کی بارش یہ سب نشانیاں بارہا ظاہر ہو چکی ہیں اور جس قدر قیامت قریب ہوتی جائے گی۔ یہ نشانیاں اور ان کے سوا دوسری علامات اور نشانیاں لگاتار ظاہر ہوتی رہیں گی۔

چند رنگ کی آندھیاں: 1۔ 232ھ میں متوکل عباسی کے ابتدائی دور حکومت میں عراق کی سرزمین ایک ایسی گرم اور سرخ آندھی آئی کہ کوفہ و بصرہ اور بغداد کی تمام کھیتیاں جل کر راکھ ہو گئیں اور ہزاروں مسافر مر گئے۔ یہ آندھی ہمدان تک پہنچی اور وہاں کی کھیتیوں کو بھی جلا ڈالا۔ قافلوں کا چلنا، لوگوں کا بازاروں میں نکلنا بند ہو گیا۔ انسانوں کے سوا بے شمار حیوانات ہلاک و برباد ہو گئے اور یہ آندھی مسلسل پچاس دنوں تک چلتی رہی۔

2۔ 208ھ میں معتضد عباسی کی حکومت میں ایک سیاہ رنگ کی آندھی آئی جس کے بعد ایک شدید زلزلہ آیا۔ جس سے بعض شہر برباد ہو گئے۔

3۔ 235ھ میں ایک زرد رنگ کی آندھی آئی۔ پھر وہ ہرے رنگ کی ہو گئی پھر بالکل کالی ہو گئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج 2 ص 828)

نوٹ: آج کل کی جنگیں جن میں توپیں، راکٹ، بمبار طیارے اور ایٹمی اسلحات آگ اگلتے رہتے ہیں یہ بھی تو اس حدیث کا مصداق بن چکے ہیں یہ بھی مختلف قسم کی آندھیاں ہی تو ہیں۔ (تابش قصوری)

نعرہ تکبیر سے قلعہ فتح حدیث:43

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم لوگوں نے سنا ہے کہ کوئی ایسا شہر ہے۔ جس کا کنارہ خشکی میں ہے اور ایک کنارہ دریا میں ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر ہزار مسلمان اس شہر میں جہاد کریں گے جب یہ لوگ اس شہر کے پاس پہنچ کر پڑاوڈالیں گے۔ تو نہ ہتھیار سے جنگ کریں گے نہ کوئی تیر چلائیں گے صرف لَآ اِلٰهَ الاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُط کہیں گے اور اس شہر کے قلعہ کا ایک کنارہ گر پڑے گا۔ پھر دوسری مرتبہ جب لَآ اِلٰهَ الاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُط کہیں گے تو دوسرا کنارہ گر پڑے گا۔ پھر تیسری مرتبہ لَآ اِلٰهَ الاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُط کہیں گے تو قلعہ کا پھاٹک کھل جائے گا اور یہ لوگ شہر میں داخل ہو کر مال غنیمت پائیں گے اور اس دوران میں کہ یہ لوگ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ اچانک کوئی چیخ کر یہ کہے گا "یقین مانو دجال نکل پڑا"۔ یہ لوگ فوراً ساری چیزیں چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں گے۔

(مشکوٰۃ ج2 ص467)

تبصرہ: یہ پیشن گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی۔ غالباً امام مہدی کے ظہور کے بعد شام کے مسلمان یہ جہاد کریں گے اور یہ ان لوگوں کی کرامت ہو گی کہ نعرہ تکبیر سے پورا قلعہ مسمار اور مفتوح ہو جائے گا اور یہ لوگ ایسے بہادر اور شیر دل مسلمان ہوں گے کہ دجّال کے خروج کی خبر سن کر اس سے جنگ کرنے کے لیے اپنی بستیوں کی طرف لوٹ پڑیں گے نہ فرار کریں گے نہ مرعوب ہوں گے۔

سو میں سے ننانوے 99 مقتول حدیث:44

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ نہ میراث تقسیم کی جائے گی نہ مال غنیمت ملنے کی خوشی منائی جائے گی پھر آپ نے فرمایا کہ اسلام کے بہت بڑے دشمن (کفار روم) اہل شام سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہوں گے اور مسلمان بھی ان لوگوں سے لڑنے کے لیے لشکر جمع کریں گے پھر اہل اسلام ایک ایسی

فوج منتخب کریں جو مرتے دم تک جنگ کرتی رہے گی اور اسی وقت لوٹے جب غالب ہو جائے ورنہ مر مٹے۔ چنانچہ یہ لوگ دشمنوں سے جنگ کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ رات دونوں فوجوں کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ اس وقت دونوں لشکر بغیر غالب آئے واپس لوٹ جائیں گے اور مسلمانوں کی منتخب فوج (تقریباً) فنا ہو چکی ہو گی۔ پھر مسلمان ایک دوسری فوج چنیں گے جو مرتے دم تک لڑتی رہے اور اسی وقت وہ لوٹے جب غالب ہو جائے ورنہ قتل ہو جائے۔ چنانچہ یہ دوسری فوج بھی لڑتی رہے گی یہاں تک کہ رات حائل ہو جائے گی اور دونوں فوجیں بغیر غلبہ پائے واپس لوٹ جائیں گی اور مسلمانوں کی یہ چنی ہوئی فوج (تقریباً) کٹ چکی ہو گی۔ پھر مسلمان ایک تیسری فوج کا انتخاب کریں گے جو موت تک جنگ کرتی رہے اور اسی وقت لوٹے جب غالب ہو جائے۔ ورنہ مر مٹے چنانچہ یہ فوج بھی رات تک لڑتی رہے گی۔ پھر دونوں فوجیں بغیر غالب ہوئے لوٹ جائیں گی اور مسلمانوں کی یہ فوج بھی (تقریباً) ختم ہو چکی ہو گی۔ یہاں تک کہ جب چوتھا دن آئے گا تو جتنے مسلمان باقی بچے ہوں گے وہ سب ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے دے گا اور یہ ایسی شدید جنگ ہو گی کہ اس کی مثال کبھی نہ دیکھنے میں آئی ہو گی یہاں تک کہ اگر کوئی پرندہ میدان جنگ پر سے گزرے گا تو وہ بھی آگے نہ بڑھ سکے گا اور مر کر گر پڑے گا اس وقت جب مقتولین کی گنتی کی جائے گی تو سو آدمی تو ایک مورث اعلیٰ کی اولاد میں سے ہوں گے ان میں سے ایک آدمی زندہ باقی رہ گیا ہو گا تو اس صورت میں بھلا مال غنیمت ملنے کی کیا خوشی ہو گی؟ اور کہاں سے میراث تقسیم ہو گی؟ ابھی یہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک یہ لوگ اس سے بھی بڑی جنگ کی خبر سنیں گے اور کوئی چیخ کر یہ اعلان کرے گا کہ دجال مسلمانوں کی غیر موجودگی میں ان کے بال بچوں پر حملہ آور ہو گیا ہے چنانچہ (یہ سن کر) یہ لوگ اپنے سارے مال و اسباب کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس سواروں کو دشمن کی پوزیشن معلوم کرنے کے لیے بھیجیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام معلوم ہیں اور میں ان لوگوں کے گھوڑوں کے رنگ کو بھی جانتا پہچانتا ہوں۔ یہ لوگ اس دن زمین کی پشت پر تمام دنیا کے سواروں سے زیادہ بہترین اور افضل سوار ہوں گے۔ مشکوٰۃ ج 2 ص 466 (مسلم)

تبصرہ: رومی کافروں، اور شامی مسلمانوں کی یہ جنگ تا ہنوز نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ جنگ بالکل

ہی قرب قیامت میں ہو گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ ﷺ کی نگاہ نبوت اس جنگ کی تمام پوزیشنوں کو سینکڑوں برس پہلے دیکھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ سواروں کے گھوڑوں کا رنگ و روپ بھی آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔

سبحان اللہ! آپ کی چشم نبوت اور آپ کے علوم غیب کی وسعت و کثرت کا کیا کہنا؟ کاش حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کرنے والوں کے لیے یہ حدیثیں ہدایت کا سامان بن جائیں اور وہ اپنی گمراہیوں کی جہنم سے نکل کر صراط مستقیم کی جنت میں پہنچ جاتے۔ مگر اس کا کیا علاج ؟ کہ

تہید ستان قسمت راچہ سوداز رہبر کامل

کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرو سکندررا

نوٹ: پرندوں کا اس ہولناک جنگ میں ہلاک ہو جانا اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ جنگ جدید اسلحہ سے برپا ہو گی۔ جس کی زد میں اڑتے ہوئے پرندے بھی مر مر کر گریں گے۔
(تابش قصوری)

فتح قسطنطنیہ حدیث: 45

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ رسول اللہ علیہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہو گی یہاں تک کہ رومیوں کا لشکر مقام اعماق یا مقام دابق میں پڑاؤ کرے گا تو ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے شہر (حلب یا دمشق) سے ایک لشکر نکلے گا جو اس دن اہل زمین کے سب سے بہترین لوگ ہوں گے جب یہ لوگ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے کہ (اے مسلمانو تم ہمارے اور ان مسلمانوں کے درمیان راستہ خالی کردو جن لوگوں نے (جہاد کر کے) ہمارے آدمیوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ ہم ان سے جنگ کریں گے تو مسلمان کہیں گے کہ نہیں۔ خدا کی قسم ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان راستہ خالی نہیں کریں گے پھر یہ لوگ رومیوں سے جنگ کریں گے تو ایک تہائی مسلمان شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ جن کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہیں فرمائے گا اور ایک تہائی مسلمان قتل ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہیدوں سے زیادہ افضل ہوں گے اور ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے۔

یہ لوگ کبھی فتنوں میں مبتلا نہیں کیے جائیں گے اور یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ پھر اس دوران میں یہ لوگ اموال غنیمت کو تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے۔ بالکل ہی ناگہاں شیطان چیخ کر اعلان کرے گا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھر والوں پر حملہ آور ہو گیا ہے۔ یہ سن کر لوگ اس جگہ سے نکل پڑیں گے حالانکہ یہ خبر بالکل ہی غلط ہو گی۔ لیکن جب یہ لوگ شام (بیت المقدس) میں پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا۔ یہ لوگ جب دجال سے جنگ کرنے کے لیے صف آرائی کر رہے ہوں گے تو اس وقت نماز کی اقامت کی جائے گی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور ان لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کا دشمن (دجال) ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا۔ جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو چھوڑ دیتے تو پگھل کر ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل فرمائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزہ پر لگا ہوا دجال کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔ (مشکوٰۃ ج2 ص466 باب الملاحم)

تشریح: اس حدیث میں مسلمان جس شہر سے نکل کر رومیوں سے جنگ کریں گے اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ حدیث کے لفظ مِنَ الْمَدِیْنَةِ سے کون سا شہر مراد ہے؟ تو ابن الملک کا قول ہے کہ اس سے مراد حلب ہے۔ اور بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ اس سے مراد دمشق ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ لیکن ازہا میں اس قول کو ضعیف بتایا ہے۔ کیونکہ دوسری روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رومیوں سے لڑنے کے لیے نکلنے والا لشکر حضرت امام مہدی کا لشکر ہو گا اور ان دنوں مدینہ منورہ کی آبادی ویران ہو چکی ہو گی۔ (مرقاۃ ج5 ص159)

قسطنطنیہ: سلطنت روم کے شہروں میں سب سے بڑا اور نہایت مضبوط اور اہم قلعہ ہے۔

تبصرہ: رومیوں کا یہ شہر قسطنطنیہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پہلی مرتبہ فتح ہو چکا تھا۔ اب دوسری مرتبہ بالکل قیامت قریب آجانے کے وقت حضرت امام مہدی کا لشکر اس شہر کو فتح کرے گا۔ اس حدیث میں اسی دوسری فتح کا تذکرہ ہے۔

ہاتھ میں انگارہ حدیث: 46

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔ ترمذی ج2ص50

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر ثابت رہنے والا (مومن) مٹھی میں انگارہ لینے والے کے مثل ہو گا۔

تشریح: یعنی قرب قیامت میں فسق و فجور کی کثرت اور فتنوں کے طوفان، اور ظالم حکومتوں اور بد دینوں کے ظلم و عدوان کے سبب سے مومن اس قدر مصائب میں گرفتار ہو جائے گا کہ اس کے لیے اپنے دین پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہو جائے گا جتنا کہ مٹھی میں آگ کا انگارہ لینا مشکل ہوتا ہے۔

تبصرہ: اس نشانی کا ابھی مکمل طور پر ظہور نہیں ہوا ہے۔ مگر اس کے آثار شروع ہو گئے ہیں۔ خداوند کریم مومنین کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

امام مہدی کا ظہور حدیث: 47

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِيْ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہو گی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے عرب کا بادشاہ ہو گا اور وہ میرا ہم نام ہو گا۔

(مشکوٰۃ ج2ص470 باب اشراط الساعۃ)

تشریح: یہ حدیث ترمذی ابو داؤد میں بھی ہے اور حضرت امام مہدی کے بارے میں اس کے علاوہ بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں۔ آپ کا ظہور قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ حضرت امام مہدی کا نام **مُحَمَّد**، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب جابر ہو گا اور یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ (حجۃ اللہ ج2ص736)

اس میں اختلاف ہے کہ آپ حسنی سید ہوں گے یا حسینی۔ اس بارے میں زیادہ

ظاہر قول یہ ہے کہ آپ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی ہوں گے۔
(مرقاۃ ج 5 ص 179)

چنانچہ اس بارے میں مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے کہ آپ حسنی سید ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سید (سردار) رکھا ہے اور عنقریب اس کی پشت سے ایک مرد پیدا ہو گا۔ جس کا نام تمہارے نبی پر رکھا جائے گا۔ وہ اخلاق میں حضور ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھے گا۔ لیکن جسمانی بناوٹ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ نہیں ہو گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ ذکر فرمایا کہ وہ (امام مہدی) زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 471 باب اشراط الساعۃ)

حدیث مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شیعوں کا یہ قول کہ امام محمد عسکری قائم منتظر ہی مہدی موعود ہیں بالکل ہی غلط ہے۔ کیونکہ امام محمد عسکری کے بارے میں شیعہ و سنی تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ حضرت امام حسین کی اولاد میں سے ہیں اور حسینی سید ہیں۔ (مرقاۃ ج 5 ص 179)

امام مہدی کی بیعت: روایات حدیث میں آیا ہے کہ جب تمام دنیا میں کفر پھیلنے لگے گا تو اس وقت تمام اولیاء اللہ بالخصوص ابدال حضرات سب جگہوں سے سمٹ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو ہجرت کر جائیں گے۔ کیونکہ صرف انہی دو مقامات پر اسلام رہے گا۔ باقی ساری دنیا کفرستان بن جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہو گا۔ تمام ابدال اور اولیاء خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور اسی مجمع میں حضرت امام مہدی بھی ہوں گے۔

اولیاء کرام ان کو پہچان کر ان سے بیعت کی درخواست کریں گے۔ اور وہ انکار کریں گے۔ اچانک ایک غیبی آواز سب لوگ سنیں گے کہ "یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے لہٰذا اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو"۔ اس غیبی صدا کو سن کر سب لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ اس طرح آپ بادشاہ بن جائیں گے اور آپ سب مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے اور کفار سے جہاد فرمائیں گے اور اپنے عدل و انصاف سے ساری دنیا کو بھر دیں گے۔ اور روئے زمین پر ہر طرف خیر و برکت کا ظہور اور خوش حالی کا دور دورہ ہو گا۔

روایت ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت امام مہدی ہوں گے اور نماز فجر

کے لیے اقامت ہو چکی ہو گی۔ کہ ناگہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی مسجد کے مشرقی منارہ پر آسمان سے نزول فرمائیں گے اور حضرت امام مہدی کے ساتھ دجال کی جنگ میں شریک ہو کر دجال کو قتل فرمائیں گے۔

عیسائی جن صلیبوں کی پرستش کرتے ہیں، آپ ان صلیبوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر توڑ ڈالیں گے اور خنزیروں کو قتل کر ڈالیں گے اور کفار سے جزیہ ختم کر کے صاف اعلان فرما دیں گے کہ کفار یا تو اسلام قبول کریں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ اس کا یہ اثر ہو گا کہ سب کفار مسلمان ہو جائیں گے اور تمام جہان میں دین صرف ایک دین اسلام ہو گا۔ چالیس برس تک آپ اس دنیا میں رہیں گے۔ نکاح کریں گے۔ صاحب اولاد بھی ہوں گے اور وفات کے بعد آپ مدینہ منورہ میں روضہ انور کے اندر دفن ہوں گے۔

نوٹ: نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے بعد جو کذاب مدعی نبوت اور مسیح موعود ہوئے وہ نہ جانے کہاں مر کر مٹی میں مل گئے۔ اگر ان میں کوئی سچا مسیح موعود ہوتا تو یقیناً بعد از وصال روضہ مقدسہ میں جگہ پاتا۔ انشاء اللہ جب سچے مسیح موعود تشریف لائیں گے تو بعد از وصال نبی کریم ﷺ کے ساتھ جگہ پائیں گے۔ (تابش قصوری)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث: 48

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیُوشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَماً مُقْسِطاً فَیَكْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعَ الْجِزْیَةَ وَ یَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لاَ یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً زمانہ قریب آگیا ہے کہ تمہارے اندر حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نزول فرمائیں گے جو عدل کے ساتھ حکومت فرمانے والے ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو اٹھا دیں گے اور (ان کے دور) میں اس قدر مال کثیر ہو جائے گا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔

ترمذی ج 2 ص 46

تشریح: اس حدیث میں قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی یعنی حضرت عیسیٰ کے آسمان سے نزول کی خبر ہے۔

ستارہ طلوع ہوا

دجال کا نکلنا حدیث:49

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم لوگ آپس میں کچھ تذکرہ کر رہے تھے تو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کس چیز کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ہم نے کہا!

قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت ہر گز ہرگز قائم نہیں ہو گی۔ یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھ لوگے پھر آپ نے نشانیوں کا ذکر فرمایا کہ:

(1) دھواں (2) دجال (3) دابہ (4) سورج کا پچھم سے طلوع کرنا (5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (6) یاجوج ماجو کا نکلنا (7) مشرق میں زمین کا دھنسنا (8) مغرب میں زمین کا دھنسنا (9) جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنسنا (10) اور آخر میں ایک آگ جو یمن سے نکلے گی۔ لوگوں کو محشر کی طرف ہانک دے گی۔ (مسلم ج 2 ص 393 کتاب الفتن)

تشریح: اس حدیث میں جو دس نشانیاں مذکور ہیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

دھواں: قرب قیامت میں ایک ایسا دھواں اٹھے گا جس سے زمین و آسمان میں ہر طرف اندھیرا ہو جائے گا۔

دجال: یہ خبیث خدائی دعویٰ کرے گا۔ اس کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر یعنی کافر لکھا ہو گا۔ جس کو ہر مسلمان پڑھ لے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ یہ چالیس دن میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرلے گا۔ کیونکہ وہ اتنی تیزی کے ساتھ سفر کرے گا جیسے ہوا میں اڑتا ہوا بادل۔ اس کا فتنہ بہت ہی بڑا اور نہایت ہی شدید ہو گا۔ ایک باغ اور ایک آگ اس کے ہمراہ ہو گی جس کا نام وہ جنت اور دوزخ رکھے گا۔ مگر جو دیکھنے میں آگ ہو گی وہ حقیقۃً آرام کی جگہ ہو اور جو دیکھنے میں باغ ہو گا وہ حقیقت میں آگ ہو گی۔ وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ آسمان سے پانی برسائے گا۔ زمین سے سبزہ اگائے گا اور طرح طرح سے لوگوں کو گمراہ کرتا پھرے گا۔ جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کی زمین میں پہنچے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی کنارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ وہ آپ کی خوشبو سے پانی میں نمک کی طرح پگھلنے لگے گا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی پیٹھ میں نیزہ مار کر اس کو قتل فرمائیں گے۔

دابۃ الارض: یہ ایک جانور ہو گا جس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی۔ عصا سے ہر مومن کی پیشانی پر ایک نورانی نشان

بنادے گا اور انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت، سیاہ دھبہ لگادے گا۔ اس وقت تمام مسلم وکافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔ یہ علامت کبھی بھی نہیں بدلے گی۔ جو کافر ہے وہ ہر گز کبھی مسلمان نہ ہوگا جو مسلمان ہے وہ ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

<u>سورج کا پچھم سے طلوع کرنا:</u> قیامت کی اس علامت کا ظہور ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد نہ کسی گناہ گار مسلمان کی توبہ قبول ہوگی نہ کسی کافر کا ایمان لانا معتبر ہوگا۔

<u>حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول:</u> اس کا تذکرہ گزر چکا۔

<u>یاجوج وماجوج:</u> دجال کے قتل ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسی علیہ السلام کو حکم دے گا کہ وہ تمام مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر کوہ طور پر چلے جائیں۔ کیونکہ اب ایک ایسا گروہ نکلے گا جس سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام اور مسلمانوں کے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد یاجوج وماجوج ظاہر ہوں گے۔ یہ لوگ اس قدر کثیر تعداد میں ہوں گے کہ ان کا پہلا گروہ "بحیرہ طبریہ" پر (جس کی لمبائی دس میل ہوگی) جب گزرے گا تو یہ اس کا سارا پانی پی کر اس تالاب کو اس طرح خشک کر ڈالیں گے کہ جب ان کا دوسرا گروہ آئے گا تو کہے گا کہ کبھی یہاں پانی تھا۔ پھر یہ تمام دنیا میں قتل وغارت اور فساد برپا کریں گے اور ان لوگوں کی سرکشی اس قدر بڑھ جائے گی کہ یہ لوگ زمین والوں کو قتل کر کے کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم قتل کر چکے۔ آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ یہ کہہ کر یہ لوگ آسمان کی طرف تیر چلانے لگیں گے یہ لوگ اپنی انہی شیطانی حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا فرمادے گا۔ جس سے وہ سب کے سب مر کر ہلاک ہو جائیں گے۔ ان لوگوں کے مر جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو ساتھ لے کر پہاڑ سے اتریں گے تو یہ دیکھیں گے کہ تمام زمین ان لوگوں کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ ایک قسم کی چڑیوں کو بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پھینک دیں گی۔ اور ان لوگوں کے تیر وکمان اور دوسرے ہتھیاروں کو مسلمان سات برس تک جلاتے رہیں گے۔ پھر اس کے بعد زوردار بارش ہوگی اور زمین اپنی برکتیں اگل دے گی اور آسمان اپنی برکتیں انڈیل دے گا۔

یہاں تک کہ ایک انار کو ایک جماعت کھا کر آسودہ ہو جائے گی اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ پورے

قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ خاندان بھر کو سیراب کر دے گا۔

قیامت کی ہوا حدیث: 50

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَ الْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اِلٰى قَوْلِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّ ذٰالِكَ تَامٌّ قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰالِكَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحاً طَيِّبَةً فَتُوُفِّيَ كُلُّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقىٰ مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ ط

مسلم ج2 ص394

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رات اور دن ختم نہیں ہوں گے یہاں تک لات و عزیٰ کی عبادت کی جائے گی، تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں تو گمان کرتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق تو یہ دین تام (ہمیشہ رہنے والا) ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بے شک جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ دین ایسا ہی رہے گا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا تو جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو گا اس کی وفات ہو جائے گی۔ پھر وہی لوگ باقی رہ جائیں گے، جن میں کوئی بھلائی نہیں رہے گی تو وہ لوگ اپنے باپ داداؤں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم ج2 ص394)

تشریح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب قیامت قائم ہونے میں صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک نہایت ہی پاکیزہ اور خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہو گا کہ اس ہوا کے لگتے ہی مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی اور ساری دنیا میں کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔ جو اپنے باپ داداؤں کی طرح لات و عزیٰ وغیرہ بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے اور انہی کافروں پر قیامت قائم ہو گی۔ حدیث مذکورہ بالا میں اسی ہوا کا ذکر ہے جس کو ہم نے "قیامت کی ہوا" سے تعبیر کیا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم